عالمی مجلس تحفظ ختم نبوة کا ترجمان
ہفت روزہ
ختم نبوة
انٹرنیشنل
جلد نمبر ۱۰، شمارہ نمبر ۲۵
KHATME NUBUWWAT
(AN INTERNATIONAL WEEKLY MAGAZINE)

مشرق و مغرب میں تیسرے دور کا آغاز ہے
مسلم و غیر مسلم ممالک میں
اسلامی بیداری کی نئی لہر

درس قرآن کریم
اسلام کی ابدی بقاء اور حفاظت کے متعلق عظیم الشان پیشینگوئی

تاریخ اسلام کا پہلا چیف جسٹس

صد سالہ قادیانی جشن پر پابندی
لاہور ہائی کورٹ کے فیصلے کا مکمل متن

پی آئی اے
قادیانیوں کیلئے سونے کی ایک چڑیا

گستاخی رسول پر ایک قادیانی غنڈا گرفتار

درسِ قرآن کریم

اسلام کی ابدی بقاء اور حفاظت کے متعلق عظیم الشان پیشگوئی

از حضرت مولانا محمد احمد صاحب، کراچی

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مَنْ یَّرْتَدَّ مِنْكُمْ عَنْ دِیْنِهٖ فَسَوْفَ یَاْتِی اللّٰهُ بِقَوْمٍ یُّحِبُّهُمْ وَیُحِبُّوْنَهٗۤ اَذِلَّةٍ عَلَى الْمُؤْمِنِیْنَ اَعِزَّةٍ عَلَى الْكٰفِرِیْنَ یُجَاهِدُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَلَا یَخَافُوْنَ لَوْمَةَ لَآىٕمٍ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ یُؤْتِیْهِ مَنْ یَّشَآءُ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ ۝ اِنَّمَا وَلِیُّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوا الَّذِیْنَ یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَیُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ رٰكِعُوْنَ ۝ وَمَنْ یَّتَوَلَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا فَاِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْغٰلِبُوْنَ ۝

ترجمہ:

اے ایمان والو جو شخص تم میں سے اپنے دین سے پھر جاوے تو اللہ تعالیٰ بہت جلد ایسی قوم کو پیدا کر دے گا جن سے اللہ تعالیٰ کو محبت ہوگی اور ان کو اللہ تعالیٰ سے محبت ہوگی مہربان ہوں گے وہ مسلمانوں پر تیز ہوں گے کافروں پر جہاد کرتے ہوں گے اللہ کی راہ میں اور وہ لوگ کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کا اندیشہ نہ کریں گے، یہ اللہ کا فضل ہے جس کو چاہیں عطا فرما دیں۔ اور اللہ تعالیٰ بڑی وسعت والے ہیں، بڑے علم والے ہیں۔ تمہارے دوست تو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اور ایماندار لوگ ہیں۔ جو کہ اس حالت سے نماز کی پابندی رکھتے ہیں، اور زکوٰۃ دیتے ہیں کہ ان میں خشوع ہوتا ہے اور جو شخص اللہ تعالیٰ سے دوستی رکھے گا اور اس کے رسول سے اور ایماندار لوگوں سے سو اللہ کا گروہ بلاشک غالب ہے۔

تفسیر و تشریح

گذشتہ آیات میں اہل کتاب جن میں یہود و نصاریٰ دونوں شامل ہیں ان کے ساتھ دوستی کرنے سے ممانعت فرمائی گئی تھی۔ ممکن تھا کہ کوئی شخص یا کوئی قوم یہود و نصاریٰ سے دلی دوستی اور خلط ملط کی بدولت مرتد ہوکر اسلام ہی سے پھر جائے اس لئے یہاں نہایت قوت اور صفائی سے آگاہ کر دیا گیا کہ ایسے لوگ اسلام سے پھر کر اور مرتد ہوکر کچھ اپنا ہی نقصان کریں گے اسلام کو کوئی ضرر نہیں پہنچا سکتے۔

حق تعالیٰ نے ان آیات میں اسلام کی ابدی بقا اور حفاظت کے متعلق عظیم الشان پیش گوئی فرما دی اور صاف صاف کہہ دیا گیا کہ یہ مت سمجھنا کہ اسلام دنیا میں رہنے کیلئے تمہارا محتاج ہے بلکہ واقعہ یہ ہے کہ تم اچھی زندگی بسر کرنے کے لئے اور دین و دنیا صلاح و فلاح کے لئے اسلام کے محتاج ہو، اگر کوئی اسلام چھوڑ دے گا تو وہ اسلام کا کچھ نہیں بگاڑ سکتا اللہ کو منظور یہ ہے کہ دنیا میں اسلام باقی رہے اور وہ اس کو ہمیشہ قائم رکھے گا۔ کوئی چھوڑ دے گا تو کیا ہے۔ حق تعالیٰ مرتدین کے بدلے میں ان کے مقابلہ پر ایسی قوم لے آئے گا جس کو اللہ تعالیٰ پسند فرماتے ہوں گے اور وہ بھی اللہ کے ساتھ خلوص و محبت رکھتے ہوں گے، وہ مسلمانوں پر شفیق و مہربان اور دشمنانِ اسلام کے ساتھ سخت ہوں گے اللہ تعالیٰ کے راستہ میں جہاد کریں گے اور کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے خوف نہ کریں گے۔ یہ تو اللہ کا فضل ہے جس پر چاہے کرے اور جس پر چاہے اسلام کی سربلندی کا کام لے۔

اور جب یہود و نصاریٰ کی دوستی اور رفاقت سے منع کیا گیا تو اس کے سننے کے بعد طبعی طور پر سوال پیدا ہوتا ہے کہ پھر مسلمانوں کے تعلقات محبت اور دوستی اور معاملات و رفاقت کن سے ہونی چاہئے؟ اس کے متعلق بتلایا گیا کہ مسلمانوں کو گہری دوستی و رفاقت خاص کا تعلق سب سے پہلے اللہ تعالیٰ اور پھر اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے ہونا چاہئے اور اس کے بعد مسلمانوں کے رفیق اور مخلص دوست وہ مسلمان ہیں جو صرف نام کے مسلمان نہیں بلکہ سچے اور پکے مسلمان ہیں اور جن کی صفات و علامات یہ بتلائی گئیں کہ اول وہ نماز کو اس کے پورے آداب و شرائط کے ساتھ وقت کی پابندی سے ادا کرتے ہیں۔ دوسرے یہ کہ اپنے مال میں سے زکوٰۃ ادا کرتے ہیں۔ تیسرے یہ کہ وہ لوگ متواضع اور فروتنی کرنے والے ہیں۔ اپنی نیکوکاری اور اعمال خیر پر ناز و تکبر نہیں کرتے۔

اب کفار کی کثرت اور ان کی ظاہری شان و شوکت اور مسلمانوں کی قلت اور ظاہری ضعف و کمزوری کو دیکھتے ہوئے ممکن تھا کہ کوئی ضعیف القلب اور ظاہر بین مسلمان اس تردد میں پڑ جاتا کہ تمام دنیا سے موالات منقطع کر لینے اور چند مسلمانوں کی رفاقت پر اکتفا کر لینے کے بعد غالب ہونا تو درکنار کفار کے حملوں سے اپنی زندگی اور بقا کی حفاظت بھی دشوار ہے۔ ایسے لوگوں کی تسلی کے لئے بتلایا گیا اور بشارت دی گئی کہ جو ان احکام قرآنی کی تعمیل کرکے غیروں کی گہری دوستی اور محبت قلبی سے باز آ جائے اور صرف اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور ایمان والوں کو اپنا دوست دلی اور رفیق بنائیں تو ان کو فتح، نصرت اور غالب آنے کی بشارت سنائی گئی اور ان کے غالب آنے کی دلیل یہ دی گئی کہ ایسے مسلمان حزب اللہ یعنی اللہ

باقی ص۲۶ پر

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ

ختم نبوۃ

جلد نمبر ۱۰ | ۱۴ تا ۲۰ جمادی الاول ۱۴۱۲ھ بمطابق ۲۲ تا ۲۸ نومبر ۱۹۹۱ء شمسی | شمارہ نمبر ۲۵

مدیر مسئول — عبدالرحمن باوا

اس شمارے میں

۱۔ درس قرآن کریم ۔ ۲
۲۔ پی آئی اے کے کارکن کا عکس (انگلش) ۴
۳۔ آہ مولانا غلام ربانی رحمۃ اللہ علیہ ۔ ۵
۴۔ پی آئی اے قادیانیوں کیلئے سونے کی ایک چڑیا (اداریہ) ۵
۵۔ مشرق و مغرب میں تیسرے دور کا آغاز ہے ۔ ۸
۶۔ قادیانی صد سالہ جشن پر پابندی ۔ ۱۰
۷۔ تاریخ اسلام کا پہلا چیف جسٹس ۔ ۲۲
۸۔ نبی کریم کی شان میں گستاخی پر قادیانی گرفتار ۔ ۲۵
۹۔ تعارف و تبصرہ ۔ ۲۵
۱۰۔ مسلم لیگ کا فیصلہ ۔ ۲۶
۱۱۔ جنت میں گھر بنائیے ۔ ۲۸

سرپرست

شیخ المشائخ حضرت مولانا
خان محمد صاحب مدظلہ
خانقاہ سراجیہ کندیاں شریف
امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

مجلس ادارت

مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر | مولانا محمد یوسف لدھیانوی
مولانا منظور احمد الحسینی | مولانا بدیع الزمان

سرکولیشن منیجر

محمد انور

حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ
قانونی مشیر
عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

رابطہ دفتر

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت
جامع مسجد باب الرحمت ٹرسٹ
پرانی نمائش ایم اے جناح روڈ
کراچی ۷۴۴۰۰ ۔ پاکستان
فون نمبر 776033

LONDON OFFICE:
35 STOCKWELL GREEN
LONDON SW9 9HZ U.K.
PH: 071-737-8199.

چندہ

سالانہ ———— ۱۵۰ روپے
ششماہی ———— ۷۵ روپے
سہ ماہی ———— ۳۵ روپے
فی پرچہ ———— ۳ روپے

چندہ

غیر ممالک سے سالانہ بذریعہ ڈاک
۴۵ ڈالر
چیک یا ڈرافٹ بنام "ویکلی ختم نبوت"
الائیڈ بنک بنوری ٹاؤن برانچ
اکاؤنٹ نمبر ۲۶۳ کراچی پاکستان
ارسال کریں

پبلشر پرنٹر: عبدالرحمن یعقوب باوا — طابع: سید شاہد حسن — مطبع: القادر پرنٹنگ پریس — مقام اشاعت: ۱۳ ... کراچی

پی آئی اے کے سرکلر کا عکس

GS-12

PIA	JOB DESCRIPTION	JOB CODE GSG/M2
	TITLE Manager Welfare & Canteens	LOCATION Karachi
DEPARTMENT General Services	REPORTS TO General Manager - Administrative Services	SECTION Administrative Services

MAIN FUNCTIONS

* Implement and supervise Welfare and Canteen services.

SPECIFIC DUTIES AND RESPONSIBILITIES

* Maintain close liaison with Industrial Relations.
* Ensure the efficient operation of Canteen services in Pakistan and at outstations through respective District Managers.
* Make arrangements for the contracting out of Canteen and Executive Dining Hall Services.
  - Take the lead in preparation of tender documentation
  - Advise the Tender Board on the content of returned tenders and the known capability of bidders.
* Liaise with successful bidder and arrange for smooth take-over of facilities.
* Ensure that the Contractor maintains quality and service according to the contract terms.
* Deal appropriately with complaints and suggestions on Canteen Service and endeavour to improve the given standard.
* Supervise the administration and upkeep of the Staff Colony :
  - allocate accommodation, using laid down criteria in the housing policy.
  - coordinate maintenance with Works Section.
  - recommend the construction of new quarters, advise on site and design and advise Works Section during the construction phase.

Contd...P/2

اگلے صفحہ پر

آہ! حضرت مولانا غلام ربانی صاحب رحمۃ اللہ علیہ رحیم یار خان

گذشتہ سے پیوستہ بدھ کے دن جمعیۃ علماء اسلام کے ممتاز مرکزی راہنما اور ہمارے حلقہ کی بزرگ شخصیت حضرت مولانا غلام ربانی صاحبؒ آف رحیم یار خان انتقال فرما گئے۔

انا للہ وانا الیہ راجعون

موجودہ دور میں مرحوم کا شمار اکابر علماء میں ہوتا تھا جو اکابر علماء حق اللہ کو پیارے ہو چکے ہیں اور ان کی باقیات میں سے تھے وہ اپنی ذات میں ایک انجمن اور ایک ادارہ تھے ان کا اصل تعلق اٹک سے تھا لیکن بعد ازاں وہ رحیم یار خان آ گئے اور وہیں کے ہو رہے۔ اٹک ہو یا رحیم یار خان انہوں نے اپنی حق گوئی و بیباکی کے انمٹ نقوش چھوڑے جو آنے والی نسلوں کے لیے مشعل راہ کا کام دیں گے۔ دینی محاذ ہو یا سیاسی و سماجی، ختم نبوت کا محاذ ہو یا توحید و سنت اور دفاع صحابہؓ کا وہ ہمیشہ ہراول دستے میں رہے۔ رحیم یار خان میں تو ان کی حق گوئی و بیباکی کی مثالیں ضرب المثل ہیں وہ کسی خان، وڈیرے، جاگیردار، صنعت کار، بیوروکریٹ افسر شاہی حتیٰ کہ وزیر و مشیر کو خاطر میں نہ لاتے تھے اور ڈنکے کی چوٹ حق کا اظہار فرماتے تھے۔

بلاشبہ ان کی موت سے بہت بڑا خلا پیدا ہو گیا ہے ایسا خلا جو کبھی پر نہ ہو گا مولینا کی وفات کا صدمہ رحیم یار خان یا صرف پاکستان کے لیے ہی صدمہ نہیں بلکہ یہ پورے عالم اسلام کے لیے ایک بہت بڑا صدمہ ہے ہم ان کی وفات حسرت آیات پر دلی دکھ کا اظہار کرتے ہوئے دعائے مغفرت اور ان کے جملہ پسماندگان کے لئے صبر جمیل کی دعا کرتے ہیں۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی قائدین شیخ المشائخ حضرت مولینا خواجہ خان محمد صاحب، حضرت مولینا محمد یوسف لدھیانوی، حضرت مولینا عزیز الرحمٰن جالندھری، حضرت مولینا عبدالرحیم اشعر دامت برکاتہم، حضرت مولینا اللہ وسایا صاحب، حضرت مولینا قاضی اللہ یار صاحب، حضرت مولینا محمد اسماعیل شجاع آبادی، حضرت مولینا خدا بخش شجاع آبادی، حضرت الحاج مولینا عبدالرحمٰن باوا، حضرت مولانا منظور احمد الحسینی، حافظ محمد حنیف ندیم، کراچی مجلس کے راہنماؤں اور عملہ دفتر مولینا محمد انور فاروقی، محمد انور رانا، مولینا رعایت اللہ فاروقی، مولینا مقبول احمد، جناب خوش محمد آرٹسٹ، جناب عمران الحق صاحب، جناب مشکور نقوی صاحب، اور دیگر حضرات نے بھی ایک بیان میں مولینا کی وفات پر دلی دکھ کا اظہار کیا ہے۔

پی آئی اے ۔۔۔ قادیانیوں کیلئے سونے کی ایک چڑیا

پی آئی اے کا محکمہ ملک کا اہم ترین محکمہ ہے جس کا پوری دنیا سے رابطہ ہے۔ اس محکمہ کے پائلٹ اور جہازوں کا دوسرا عملہ وطن عزیز کے سفیر کی حیثیت رکھتے ہیں پھر پی آئی اے کے پوری دنیا میں ۔ ۔ ۔ ۔ دفاتر ہیں اس عملہ کی بھی یہی حیثیت ہے ملک سے باہر جانے والوں اور آنے والوں کی شناخت کرنا ٹکٹوں اور سامان کو چیک کرنا یہ اسی محکمہ کی ذمہ داری ہے لیکن افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ پی آئی اے بہت سی کالی بھیڑوں یا صاف اور واضح لفظوں میں ملک دشمن اور دین دشمن عناصر کے نرغے میں آ چکا ہے جن میں قادیانی غدار سر فہرست ہیں۔

پی آئی اے سے متعلق کچھ ٹریول ایجنسیاں بھی ہیں جن کا کام لوگوں کو باہر بھجوانا ہے ان میں بہت سی ایجنسیاں قادیانیوں کی ہیں۔ چونکہ پی آئی اے میں بعض

اہم پوسٹوں پر قادیانی موجود ہیں اس لیے ان کی ملی بھگت سے ہزاروں قادیانی باہر جا چکے ہیں مرزا طاہر پر جب مولانا اسلم قریشی کے اغوا کی وجہ سے ڈر اور خوف سوار ہوا تو وہ راتوں رات چور راستوں کے ذریعے ربوہ سے بھاگا کراچی پہنچا اور یہاں سے اسے قادیانی افسروں نے (ایک اطلاع کے مطابق جعلی نام سے) باہر بھجوا دیا۔

قادیانی افسروں کی وجہ سے قادیانیوں کو کیا کیا مراعات حاصل ہیں مختصراً ملاحظہ فرمائیے:۔

۱ ـــ وہ جعل سازی کرتے ہیں اور ہیروئن، افیون وغیرہ یہاں سے لیجاتے ہیں اور بیرونی دنیا میں فروخت کر کے دولت بھی بٹورتے ہیں اور ملک کو بدنام بھی کرتے ہیں عرب امارت میں کچھ قادیانیوں کو عدالت نے سزا بھی دی ہے۔

۲ ـــ وہ اسرائیلی فوج میں بھرتی ہوتے ہیں اور فلسطینی مسلمانوں کا خون بہانے کے علاوہ عرب ممالک کے خلاف جاسوسی کرتے ہیں۔

۳ ـــ مغربی جرمنی میں جا کر گوریلا تربیت حاصل کر رہے ہیں جس کے بعد وہ یہاں آ کر تخریب کاری کرنے کے علاوہ دہشت گردی اور خوف و ہراس پھیلاتے ہیں

۴ ـــ قادیانی بے روزگار مسلمان نوجوانوں کو روزگار کا جھانسہ دے کر بیرون ملک لے جاتے ہیں وہاں ان کے پاسپورٹ اپنے قبضے میں لے کر انہیں بے یار و مددگار چھوڑ دیتے ہیں بعد ازاں انہیں قادیانی بناتے ہیں اور ان سے یہ بیان دلواتے ہیں کہ پاکستان میں ہمارے حقوق سلب کئے جاتے ہیں ہمیں قتل کیا جاتا ہے اور ہمارے گھر بار جلا دیئے جاتے ہیں جس پر انہیں سیاسی پناہ دلوا دی جاتی ہے اور ملازمت بھی۔ ان کی تنخواہ سے قادیانی فنڈ کے لیے رقم بھی وصول کی جاتی ہے۔

۵ ـــ جو پرانے قادیانی ہیں وہ ہوٹل خریدتے ہیں جہاں فیس لے کر زنا اور لڑکوں کے کاروبار کے علاوہ شراب اور سور کا گوشت فروخت کرتے ہیں۔ قادیانی چونکہ اپنے آپ کو مسلمان اور پاکستانی ظاہر کرتے ہیں اس لیے ان کے اس گھناؤنے کردار سے ملک اور اسلام دونوں ہی بدنام ہوتے ہیں۔

یہ چند باتیں ہم نے انتہائی مختصراً تحریر کی ہیں اگر ہم تفصیل میں جائیں تو اس کے لیے ایک پوری کتاب لکھی جا سکتی ہے یہ صرف اس وجہ سے ہو رہا ہے کہ پی آئی اے میں کلیدی پوسٹوں پر کٹر قادیانی براجمان ہیں اور انہیں بے پناہ اختیارات حاصل ہیں ختم نبوت کے گذشتہ شمارہ میں ہم نے پی آئی اے کے ایک شعبے ویلفیئر ڈویژن کا ذکر کیا تھا جس کا انچارج ایک متعصب اور کٹر قادیانی تبسم منہاس ہے۔

جہاں تک تبسم قادیانی کے دائرہ کار اور لامحدود اختیارات کا تعلق ہے تو اس کا اندازہ مندرجہ ذیل جاب ڈسکرپشن سے لگایا جا سکتا ہے جو پی آئی اے نے تبسم منہاس قادیانی (مینجر ویلفیئر اینڈ کینٹین) کے نام جاری کیا ہے۔ ہم ذیل میں اس سرکلر کا اردو ترجمہ پیش کر رہے ہیں۔

- ویلفیئر اور کینٹین سروسز کو نافذ کرے اور ان کی نگرانی کرے۔
- انڈسٹریل ریلیشنز (صنعتی تعلقات) سے قریبی رابطہ رکھے۔
- متعلقہ ڈسٹرکٹ مینجر کی وساطت سے پاکستان میں اور بیرونی ملک مرکز پر کینٹین سروسز کی عمدہ کارکردگی کو یقینی بنائے۔
- کینٹین اور ریجنل کچن ڈائننگ ہال سروسز کو ٹھیکے پر دینے کے لیے انتظامات کرے۔
- ٹینڈر کے کاغذات و دستاویزات کی تیاری میں راہنمائی کرے۔
- جو ٹینڈر موصول ہوں ان کے مندرجات کے متعلق اور ٹینڈر دینے والوں کی استعداد کے متعلق ٹینڈر بورڈ کو مشورہ دے۔
- کامیاب ٹینڈر والے سے رابطہ رکھے اور سہولتوں کو آسانی کے ساتھ بہم پہنچانے کے انتظامات کرے۔
- اس بات کو یقینی بنائے کہ کنٹریکٹر ٹھیکہ کی شرائط کے مطابق کوالٹی اور سروس بہم پہنچا رہا ہے۔
- کینٹین سروس سے متعلق جو شکایات اور تجاویز موصول ہوں ان پر مناسب کارروائی کرے اور مطلوبہ معیار کو بہتر بنانے کی سعی کرے۔
- اسٹاف کالونی کے انتظام اور دیکھ بھال کی نگرانی کرے۔
- ہاؤسنگ پالیسی میں جو شرائط و ضوابط لکھے ہوئے ہیں ان کے مطابق رہائش مہیا کرے۔
- ورکس سیکشن کے ساتھ روزمرہ کے کاموں میں تعاون کرے۔

نئے کوارٹروں کی تعمیر کے متعلق سفارش کرے ان کے لیے مناسب جگہ اور نقشے کے بارے مشورہ دے اور جب تعمیر شروع ہو جائے تو ورکس سیکشن کو مشورے دے

- مندرجہ ذیل طریقے کے مطابق حکومت نے حج کے لیے جو سالانہ سپیشل کوٹہ پی آئی اے کے ملازمین کے لیے مقرر کیا ہے اس کا انتظام و انصرام کرے۔

۱ ـــ حج کی درخواستوں پر ضابطہ کی کارروائی کرے اور طے شدہ اصولوں اور معیار کے مطابق حج کے لیے ملازمین کا انتخاب کرے۔

۲ ـــ حج کی فیس وصول کرے اور حج کے کاغذات اور دستاویزات بھی وصول کرے۔

- اسلامی افسران وکارکنان کے انتخاب کرنے میں اور دینی تعلیم کی سہولتیں فراہم کرنے میں مدد کرے اور مسجد کی نگہداشت کرنے میں اور اسلامی لائبریری کو چلانے میں معاونت کرے۔
- ویلفیئر فنڈ کا انتظام انصرام کرے، پی آئی اے کے اسٹاف کو قرضہ جات کی منظوری دے اور تعلیمی اور ہنگامی امداد اور رحم وکرم کی بنیاد پر عطیات کی ترجیحات کا تعین کرے۔
- پی آئی اے اسکول پر جو اخراجات ہوتے ہیں ان کو کنٹرول کرے۔
- فیملی کارڈ کا اجراء کرے۔
- منظور شدہ مدوں کے تحت بجٹ کی تجاویز بنائے اور اخراجات کو کنٹرول کرے۔
- پی آئی اے اور اسٹاف کے درمیان بہتر تعلقات بڑھانے کے لیے اپنے سیکشن کے ملازمین کو لائق خدمات بہم پہنچانے کا شوق دلائے اور ان کو منظم کرے۔
- تفریحی مشاغل اور مذہبی جلسوں کا انتظام وانصرام کرے۔
- اگر پی آئی اے کے کسی ملازم کی موت واقع ہو جائے تو
  ——— تجہیز وتکفین کی رسومات میں پی آئی اے کی نمائندگی کرے۔
  ——— تجہیز وتکفین کے انتظامات کے سلسلے میں غم زدہ خاندان کی مدد کرے اور پی آئی اے کے قوانین کے مطابق ہر قسم کی مدد کرے۔
- ہسپتالوں میں مریضوں کی عیادت پابندی سے کرے، اُن کی خیر خبر رکھے اور اُن کی تنخواہ کی ادائیگی کا انتظام کرے۔
- جنرل منیجر ایڈمنسٹریٹو سروسز جو بھی کام تفویض کرے ان کو بجا لائے۔ ایک دوسرے حج سرکلر میں حج کی درخواستیں بھی تبسم منہاس قادیانی کے پاس جمع کرانے کے بارے میں کہا گیا۔

قادیانی افسر کے مذکورہ اختیارات کو پڑھیے اور بار بار پڑھیے اتنے لامحدود اختیارات سے تفویض کئے گئے ہیں جو پی آئی اے میں شاید ہی کسی اور کو حاصل ہوں اسے سیاہ وسفید کا مالک بنا دیا گیا ہے گویا یہ شعبہ نہ صرف تبسم قادیانی بلکہ دوسرے قادیانی افسروں (جن کی تعداد پچاس کے قریب بتائی جاتی ہے) کے لیے سونے کی چڑیا کی حیثیت رکھتا ہے اس سے رشوت اور قادیانیت نوازی کا بازار گرم ہو جائے گا غریب مسلمان ملازمین کی حق تلفی ہوگی ان کا معاشی قتل ہوگا وہ اپنی حاجت برآری کے لیے اس کے ارد گرد چکر لگانے پر مجبور ہوں گے اور قادیانیت کی تبلیغ کا دروازہ کھل جائے گا کیونکہ پیدائش سے لے کر تجہیز وتکفین تک سارے ہی اختیارات اس کے پاس ہیں۔

مزید افسوس ناک پہلو یہ ہے کہ حج جیسے اہم دینی فریضے، مساجد، دینی تعلیم اور مذہبی جلسے کرنے اور مقررین کو مدعو کرنے کا اختیار اسی مرتد اور زندیق کے پاس ہے، حالانکہ وہ اسلام اور پاکستانی قوانین دونوں کی رو سے مرتد، زندیق، کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہے ہم نے گذشتہ شمارہ میں مختصراً اس اہم مسئلے پر روشنی ڈالتے ہوئے حکومت اور پی آئی اے انتظامیہ سے اس کی برطرفی کا مطالبہ کیا تھا اب ہم نے قدرے تفصیل سے اس کے اختیارات کا ذکر کیا ہے۔ اس کی وجہ سے پی آئی اے کے کم وبیش بیس ہزار ملازمین میں اضطراب و پریشانی کی ایک لہر دوڑی ہوئی ہے قبل اس کے کہ حالات کنٹرول سے باہر ہوں تبسم منہاس اور دوسرے قادیانی افسروں کو فوراً پی آئی اے سے نکالا جائے یہ اسلامی ملک ہے اور اسلامی ملک میں کافروں کے لیے تو گنجائش ہو سکتی ہے مرتدوں اور زندیقوں کیلئے ہرگز نہیں۔

آیئے خوش خطی سیکھیں ۔ قارئین ختم نبوت کیلئے ایک نیا پروگرام

آج کل خواہ طالب علم ہو یا اسکول ماسٹر، ملازم ہو یا افسر یا کوئی اور فرد اگر اس کا خط اچھا نہیں اس کی کوئی اہمیت نہیں۔ آج کے اس مشینی دور میں خوشخطی نہ ہی اسکولوں میں سکھائی جاتی ہے اور نہ ہی مدرسوں میں سکھائی جاتی ہے۔ ہم قارئین ختم نبوت کیلئے یہ پروگرام شروع کرنیکا ارادہ رکھتے ہیں جس کے ذریعے آپ گھر بیٹھے اپنا خط خوبصورت بنا سکتے ہیں اس سلسلے میں آپ ہمیں اپنی رائے سے مطلع فرمائیں کہ کیا یہ سلسلہ بہتر رہے گا؟ (ادارہ)

بقیہ	تعارف تبصرہ

پتہ چلے کہ کہانی کے قلم میں تلوار کی سی کاٹ بھی ہے۔ خنجر کی سی روانی بھی۔ وہ جہاں نہایت لطافت سے اپنے قلم کا استعمال کر کے اہل ذوق کے لئے گلاب جیسی مہک و شگفتہ تحریر کو کلام و طاس پر وجود دیکھنے میں لاتا ہیں وہیں خون جگر بہ شاب کر دینے اور نوجوان جذبوں کو آہنی پولیس کر دینے والی ایسی تحریر پر بھی یکساں قادر ہیں جو جذبات کی بلندی بالا موجوں کی وجہ سے تحریر کے کسی منڈیرے کا منظر پیش کرتی ہے۔

مشرق و مغرب میں تیسرے دور کا آغاز ہے

مسلم و غیر مسلم ممالک میں اسلامی بیداری کی نئی لہر

تحریر: محمد الیاس ندوی، بھٹکل

خلافت عثمانیہ کے زوال کے بعد مسلمانانِ عالم کے خلاف استعماری طاقتوں کی سازش اور مسلم ممالک کی آپسی رسہ کشی اور اندرونی اختلافات وغیرہ سے یاس و قنوط میں مبتلا ہونا ایک فطری امر تھا مسلمان پوری دنیا میں دل برداشتہ تھے، حتیٰ کہ حضرت اقبال مرحوم نے اپنی دل گرفتگی کا ان الفاظ میں اظہار کیا ہے

چاک کر دی ترکِ ناداں نے خلافت کی قبا
سادگی مسلم کی دیکھ اوروں کی عیاری بھی دیکھ

چند ہی سالوں بعد عالم اسلام میں ایک سرے سے نکل کر تیزی سے دوسرے سرے تک پھیلنے والی اسلامی بیداری کی نئی لہر نے انہیں یوں کہنے پر مجبور کر دیا کہ

عروقِ مردۂ مشرق میں خونِ زندگی دوڑا
سمجھ سکتے نہیں اس راز کو سینا و فارابی
مسلماں کو مسلماں کر دیا طوفانِ مغرب نے
تلاطم ہائے دریا ہی سے ہے گوہر کی سیرابی

اس صدی کے نصف آخر سے شروع ہونے والی اسلامی بیداری کی لہر کا یہ عالم ہے کہ وہ خاموشی سے بڑھتی ہی جا رہی ہے رکنے کا نام نہیں لیتی۔ اگر ایک طرف مسلمانوں کو بیت المقدس کی بازیابی میں ناکامی پر افسوس ہے۔ ایران و عراق کے درمیان خلیج کی آٹھ سالہ لاحاصل جنگ پر ندامت و شرمندگی ہے۔ چین و روس میں مسلم ریاستوں پر کمیونسٹوں کے قبضہ کا غم ہے۔ اور چند مہینوں قبل عراق کویت پر قبضہ اور اس کے بعد پیش آنے والے ناگہانی واقعات کا قلق ہے۔ تو دوسری طرف مسلم و غیر مسلم ممالک میں اسلام کے حق میں اٹھنے والی مضبوط و منصوبہ بند آوازوں سے مسرت و خوشی بھی ہے جو تدریجاً اپنا اثر دکھا رہی ہے ذیل میں ہم ان چند مسلم و غیر مسلم ممالک میں پیدا ہونے والی اسلامی بیداری کا ذکر کر رہے ہیں جس سے دشمنانِ اسلام انگشت بدنداں ہیں ان کے ہاتھوں کے طوطے اڑ رہے ہیں پیروں تلے زمین کھسک رہی ہے۔

جن ممالک میں اسلام کو دبانے کی سازشیں ہو رہی ہیں اور اس کے لئے بے حد بے حساب زر اور وسائل استعمال میں لائے جا رہے ہیں۔ وہیں اسلام کے بڑھنے کی رفتار سب سے تیز ہے۔

ہم امریکہ سے اپنی بات کا آغاز کرتے ہیں کہ اس وقت یہی اسلام کے خلاف عالمی سازشوں کا مرکز و مولد ہے۔ اس وقت امریکہ میں مسلمانوں کی تعداد ۸۵ لاکھ کے قریب پہنچ چکی ہے، جبکہ آبادی میں ان کا تناسب ۴ فیصد سے زائد ہو گیا ہے جبکہ چند سالوں قبل تک امریکہ میں مسلمان ۴۰ لاکھ سے بھی کم اور ۲ فیصد سے بھی نیچے تھے۔ صرف گذشتہ چند سالوں میں جب امریکی قیدیوں پر محنت کی گئی تو ان میں سے ۵۰ ہزار سے زائد قیدیوں نے اسلام قبول کیا۔ آٹھ دس سال میں مسجدوں کی تعداد ۴۰۰ سے بڑھ کر ایک ہزار سے اوپر ہو گئی ہے۔ دینی تعلیم کے رجحان نے کئی نئے مدرسوں و مکاتب کو جنم دیا ہے۔ یہ اسی امریکہ میں ہیں جہاں برصغیر کے حفاظ تراویح پڑھانے کے لئے جاتے تھے آج اسی امریکہ کی ہر مسجد میں دس پندرہ حفاظ خود امریکہ کے رمضان المبارک میں تراویح پڑھتے ہیں۔ امریکی کانگریس کے پارلیمانی انتخاب میں مسلم ووٹ کی اہمیت اتنی بڑھ گئی ہے کہ آئندہ تنظیموں میں مسلم تنظیموں نے خود امریکی مسلم امیدواروں کو کھڑا کرنے کا منصوبہ بنایا ہے۔ امریکہ میں اس وقت فیڈریشن آف اسلامک ایسوسی ایشن، مسلم سٹوڈنٹس ایسوسی ایشن، اسلامک سوسائٹیز آف نارتھ امریکہ جیسی تنظیمیں سب سے زیادہ اسلام کی اشاعت کے لئے کوشاں ہیں۔

جنوبی امریکہ کا ایک ملک ارجنٹینا بھی یو ایس اے کے اسلامی اثرات سے محروم نہیں ہے۔ ملک کی تین کروڑ کی آبادی میں ۴ فیصد کے قریب ۱۱ لاکھ مسلمان اپنے نونہالوں کی دینی و تعلیمی تربیت کے لئے اسلامک سینٹروں، مدرسوں اور مکتبوں کے ذریعے برابر کوشش کر رہے ہیں۔ ادھر چند سالوں میں مساجد کی تعداد میں بھی اضافہ ہوا ہے۔

یورپ میں اسلامی بیداری

اب آئیے یورپ کی طرف جو اسلام دشمنی میں امریکہ کے آگے نہیں تو پیچھے بھی نہیں۔

یورپ میں پہلے برطانیہ چلتے ہیں۔ اس وقت برطانیہ میں ایک محتاط اندازے کے مطابق ۳ فیصد کے قریب ۱۷ لاکھ سے زائد کی تعداد میں مسلمان موجود ہیں۔ دس ہزار مسلم ڈاکٹر، پچاس ہزار مسلم ٹیچرس، ۲۰ ہزار کے لگ بھگ مسلم سائنس دان اور انجینئرس صرف برطانیہ میں مختلف شعبوں میں ایمانداری سے اپنی خدمت انجام دے رہے ہیں۔

۱۸۹۱ء میں پہلی مسجد بنی تھی تب سے اب تک پانچ سو کے قریب مساجد و عبادت گاہیں آباد ہو چکی ہیں۔ جن میں سے اکثر شہروں کے مرکزی علاقوں میں چرچوں کو خرید کر بنائی گئی ہیں۔ بچوں کے لئے دینی تعلیم کا بھی باقاعدہ نظم ہے۔

حلقہ بگوش اسلام ہونے والوں کی تعداد میں بھی روز افزوں اضافہ ہو رہا ہے۔ سلمان رشدی کے مسئلہ پر برطانوی مسلمانوں نے اپنی برطانوی شہریت کے باوجود حکومت کے خلاف مظاہروں میں خوف محسوس نہیں کیا۔ برطانیہ میں احیاء اسلام سے خود حکومت مضطرب ہے اور اس کی سمجھ میں نہیں آ رہا ہے کہ اسلام کی طرف مائل ہونے والے اس سیلاب کو کس طرح روکا جائے۔ اس کے بعد

چلیے فرانس جو اسلام دشمنی میں برطانیہ کا بھائی ہے جہاں
کیتھولک عیسائیوں کے بعد سب سے بڑی مذہبی گروہ کی
حیثیت رکھتے ہیں ان کی تعداد پروٹسٹنٹ عیسائیوں اور
یہودیوں سے بھی بڑھ گئی ہے۔ حالیہ سروے کے مطابق
اس میں مسلمان ۷ فیصد سے زیادہ ۲۲ لاکھ کے قریب ہیں
ایک ہزار سے زائد مساجد ہیں۔ یہ ملک بھی اسلامی بیداری
میں امریکہ سے آگے بڑھنے کی کوشش کر رہا ہے فرانس میں
گذشتہ سال تین مسلم لڑکیوں کا برقعہ پہننے کی وجہ سے
کالج سے اخراج ہوا۔ انہوں نے اپنی اس اسلام
پسندی کے عوض کالج کو خیر آباد کہنا گوارا کیا حکومت
نے مسلمانوں نے احتجاج و مظاہرے سے تنگ آ کر
اسلامی پردہ کے ساتھ کالج جانے کی پابندی ختم کر دی چند
سال قبل فرانسیسی پارلیمنٹ کے سابق اسپیکر نے
اسلام قبول کیا۔ تو حکومت منہ دیکھتی رہ گئی۔ اس
طرح حالیہ دور میں صرف فرانس میں اسلام قبول کرنے
والوں کی تعداد ۳ لاکھ سے تجاوز کر گئی ہے۔
اس کے بعد یورپ ہی کے تیسرے ملک اٹلی کا حال
دیکھئے۔ جہاں کی کل آبادی میں مسلمانوں کی تعداد ایک
فیصد سے زائد اور پانچ لاکھ کے قریب ہے ۱۹۶۰ء
سے قبل اس ملک میں تعمیر مساجد کی حکومت کی
طرف سے اجازت نہیں تھی۔ اب اس کی راجدھانی
میں تقریباً نصف ارب ہندوستانی روپیوں کے مصارف سے
یورپ کی سب سے بڑی مسجد زیر تعمیر ہے۔ جس میں
مسجد سے متصل لائبریری، کانفرنس ہال وغیرہ کی تعمیر بھی شامل
ہے۔ یہاں اسلام کی مقبولیت کا یہ عالم ہے کہ لوگ مختلف شہروں
میں نمازیوں کی بڑھتی ہوئی تعداد کے پیش نظر گھروں کو خرید
کر مسجدوں کے طور پر استعمال کر رہے ہیں۔

اس کے بعد کینیڈا کا رخ کیجئے۔ جہاں ۱۹۵۱ء تک مسلمانوں
کی تعداد صرف تین ہزار تھی اور آج وہاں مسلم آبادی ایک لاکھ سے
آگے جا چکی ہے یہاں بھی مسلمانوں کو ملک میں ایک ممتاز مذہبی
اقلیت کی حیثیت حاصل ہے۔ سرکاری ملازمین میں مسلمانوں
کی تعداد دن بدن بڑھ رہی ہے۔ اسی طرح مشرقی یورپ
کے کمیونسٹ ملک بلغاریہ کی بھی تین فیصد سے زائد یعنی ۹
لاکھ مسلمانوں کو مکمل مذہبی و ثقافتی آزادی ایک طویل سولہ
سالہ جدوجہد کے بعد نصیب ہوئی ہے یوگوسلاویہ بھی
اس اسلامی بیداری سے محروم نہیں ہے۔ مسلمانوں پر ہونے
والے جبر و تشدد کے باوجود ۱۲ فیصد سے زائد ۲۰ لاکھ
یوگوسلاوی مسلمانوں میں مذہبی تشخص کا احساس بڑھ
رہا ہے۔ ۱۹۸۰ء میں اسی یوگوسلاویہ میں ۲۰ ہزار مسلم جانبازوں
نے حکومت سے مکمل آزادی کا مطالبہ کرتے ہوئے فوج اور
فوجیوں کے ساتھ مڈبھیڑ میں اپنی جانوں کا نذرانہ پیش
کیا حکومت کے مظالم کے باوجود یہاں کے مسلمان نامساعد
حالات کا جم کر مقابلہ کر رہے ہیں۔ اور حکومت کی طرف سے
پابندی کے باوجود مسلم آبادی میں اضافہ بھی ہو رہا ہے۔
یہ تو یورپ کے مسلم اقلیتی ممالک کے حالات تھے۔ اب چلیے
یورپ کے واحد مسلم البانیہ کی طرف جہاں کی آبادی کا ۷۰ فیصد
مسلمانوں پر مشتمل ہے۔ ۲۵ لاکھ سے زائد آبادی والا یہ ملک
۱۹۴۵ء سے ۱۹۹۰ء تک مذہبی آزادی آذان اور نماز با جماعت
وغیرہ سے محروم رہا۔ ۱۹۶۶ء میں اس وقت کے البانیہ کے
حکمران انور ہوکسا کی اسلام دشمنی نے مسجد کو تالے لگوا دیئے

باقی صفحہ ۳۶ پر

بقیہ: پی آئی اے کے سرکلر کا عکس

GS-13

TITLE Manager Welfare & Canteens	JOB CODE GSG2M2	CONTINUATION PAGE NO. [illegible]

* Administer Special Haj Quota allocated by Government annually for PIA employees, in the following manner :-

  - Process applications and select personnel using laid down criteria.

  - collect fees and obtain Haj documentation.

* Help in the selection of Islamic officials and in facilitating the provision of religious instructions, the upkeep of mosques and maintenance of the Islamic Library.

* Administer the welfare fund, approve loans to PIA staff and assess the priorities for compassionate grants, education allowance and maternity grants.

* Control the payment of costs incurred by the PIA school.

* Issue family cards.

* Make budget proposals and control expenditure against approved heads.

* Organize and motivate his section to provide an efficient service to enhance the Corporation/staff relationship.

* Organize recreational activities/Religious function.

* In case of death of a PIA employee :

  - Represent PIA in funeral ceremonies.

  - Assist bereaved family in making funeral arrangements and extend any other help as per Corporation rules.

* Visit patients admitted in various hospitals regularly to look after their welfare and also arrange disbursement of their salaries.

* Perform any other function as assigned by General Manager Administrative Services.

صد سالہ قادیانی جشن پر پابندی

لاہور ہائی کورٹ کے فیصلے کا مکمل متن

ابتدائی کوائف

عنوان مقدمہ...... مرزا انور رشید احمد و دیگر بنام حکومت پنجاب

مقدمہ نمبر...... رٹ پٹیشن نمبر 2089 آف 1989

فریق اول...... مرزا انور رشید احمد و دیگر — اپیلانٹ

فریق ثانی...... حکومت پنجاب وغیرہ — مسئول الیہان

فریق اول کے وکلاء...... سی اے رحمان، مبشر لطیف احمد اور مجیب الرحمن ایڈووکیٹس

فریق دوم کے وکلاء...... مقبول الٰہی ملک ایڈووکیٹ جنرل
ان کے معاونین این اے فاروقی اے اے جی، ارشاد اللہ خان اور مسعود احمد خان ایڈووکیٹ

دیوانی متفرق...... درخواست نمبر 5377 لغایت 1989 کی پیروی ایم اسماعیل قریشی اور

دیوانی متفرق...... درخواست نمبر 2040 لغایت 1991ء میں رشید مرتضیٰ قریشی پیش ہوئے۔

تاریخ ہائے سماعت:- ۶، ۷، ۱۰، ۱۱، ۱۲، ۱۳، ۱۵، ۱۸، ۱۹، ۲۰، ۲۱ اور ۲۲ مئی ۱۹۹۱ء

فیصلہ کا اعلان...... مورخہ ۱۷ ستمبر ۱۹۹۱ء کو کیا گیا۔

---OO---

فیصلہ

جسٹس خلیل الرحمان (جج)

۱۔ یہ رٹ پٹیشن سائلان مرزا خورشید اور حکیم خورشید احمد کی طرف سے دائر کی گئی جو احمدیہ برادری کے ارکان اور اس کی مرکزی و مقامی تنظیم کے عہدیداران ہونے کے دعویدار ہیں۔ اس آئینی درخواست میں اس امر کا فیصلہ کرنے کی استدعا کی گئی تھی کہ پنجاب کے ہوم سیکرٹری نے مورخہ ۲۰ مارچ ۱۹۸۹ء کو قادیانیوں کے صد سالہ جشن کی تقریبات پر پابندی کی بابت جو حکم صادر کیا نیز جھنگ کے ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کی طرف سے مورخہ ۲۱ مارچ ۸۹ء کو زیر دفعہ ۱۴۴ مجموعہ ضابطہ فوجداری جو حکم جاری کیا گیا جس کی رو سے ضلع جھنگ کے قادیانیوں کو ایسی سرگرمیوں سے باز رہنے کی ہدایت کی گئی جو مذکورہ بالا حکم میں مذکور تھیں بعد ازاں ربوہ کے ریذیڈنٹ مجسٹریٹ نے ۲۵ مارچ ۱۹۸۹ء ایک حکم کے ذریعے احمدیہ جماعت ربوہ کے عہدیداران کو خبردار اور ہدایت کی کہ وہ شہر ربوہ میں لگائے گئے آرائشی گیٹ ہٹا دیں۔ جھنڈے اور چراغاں کے لئے لگائی گئی روشنی کی تاریں اتار لیں اور اس امر کو یقینی بنائیں کہ دیواروں پر مزید اشتہارات لکھے جائیں۔ نیز یہ کہ ۲۱ مارچ ۸۹ء کو جاری کئے گئے حکم کی میعاد میں تا حکم ثانی توسیع کر دی گئی ہے۔ یہ تمام اقدامات خلاف قانون و باطل ہیں اور ان کی کوئی قانونی حیثیت نہیں۔ انہیں کالعدم قرار دیا جائے۔ یہ استدعا بھی کی گئی کہ مسئول الیہان کو اس امر کی ہدایت کی جائے کہ وہ سائلان کو ان واضح بنیادی و اساسی حقوق کے استعمال سے نہ روکیں جو سائلان کو اسلامی جمہوریہ پاکستان کے دستور کے آرٹیکل ۲۰ کی رو سے حاصل ہیں۔

۲۔ مذکورہ بالا احکام و ہدایات جاری کرنے کی استدعا اس دعویٰ پر مبنی ہے کہ احمدیہ جماعت کو جس کا قیام ۲۳ مارچ ۱۸۸۹ء کو عمل میں آیا تھا' قائم ہوئے سو سال ہو گئے ہیں۔ جماعت کی تشکیل کے ۱۰۰ برس پورے ہونے پر دنیا بھر کے دوسرے احمدیوں کی طرح ربوہ کے احمدیوں نے بھی ۲۳ مارچ ۱۹۸۹ء سے صد سالہ جشن کی تقریبات منانے کا فیصلہ کیا۔ ان تقریبات کو شایان شان طریقہ سے منانے کے لئے سائلان اور ربوہ کے دیگر شہریوں نے نئے ملبوسات زیب تن کرنے' بچوں میں مٹھائیاں بانٹنے' محتاجوں کو کھانا کھلانے اور بغرض اجلاس جمع ہونے کا پروگرام بنایا تاکہ جلسہ عام میں احمدیہ جماعت کی ۱۰۰ سالہ تاریخ کے اہم واقعات پر روشنی ڈالی جائے۔ مزید التجا کی گئی کہ اگر کوئی احمدی اپنی برادری کی بھلائی و خیر خواہی کے جذبہ کے تحت بانی جماعت احمدیہ اور ان کے جانشینوں کے مقام و مرتبہ کے بارے میں یا افریقہ اور دوسرے ممالک میں ان کی تبلیغی مساعی کے بارے میں اپنے بچوں کو کچھ بتائے تو ممکن ہے اس سے بعض متشدد اور متعصب لوگوں کے جذبات مجروح ہوں۔ گذارش کی گئی کہ قادیانیوں کو (جو خود کو احمدی کہتے ہیں) صد سالہ سالگرہ منانے سے روکنے کا کوئی قانونی جواز نہیں' ایسا کرنا ان کا بنیادی اور فطری حق ہے۔ کیونکہ یہ موقع ان کی تاریخ میں سنگ میل کی حیثیت رکھتا ہے۔ مزید دعویٰ کیا گیا کہ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کے حکم میں کہیں مذکور نہیں کہ اس کے یقین کے مطابق اگر احمدیوں نے حسب پروگرام ربوہ میں صد سالہ جشن کی تقریبات منعقد کیں تو شہر میں نقص امن یا فرقہ وارانہ فسادات کے پھوٹ پڑنے کا خطرہ ہے۔

۳۔ درخواست میں جو دیگر موقف اختیار کئے گئے وہ یہ ہیں کہ ربوہ کی غالب اکثریت احمدیوں پر مشتمل ہے' وہ گاہے بگاہے ایک دوسرے کی خوشی و غمی میں شریک ہوتے رہتے ہیں۔ اس لئے دفعہ ۱۴۴ ض ف کے تحت جو کارروائی کی گئی' اس کی کوئی ضرورت نہیں تھی۔ مذکورہ بالا وکیل کی بنیاد پر دعویٰ کیا گیا کہ اس موقع پر ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کو چاہئے تھا کہ احمدیوں کو جشن منانے سے باز رہنے کی ہدایت کرنے کے بجائے دوسروں کو خبردار کرتا کہ وہ ان تقریبات میں کوئی رکاوٹ نہ ڈالیں' [illegible]

مزید عرض کیا گیا کہ صوبائی حکومت کو یہ حکم جاری کرنے کی بجائے ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کو یہ ہدایت کرنی چاہئے تھی کہ ان متشدد عناصر کو' جو پاکستان میں احمدیوں کا وجود تک برداشت کرنے کو تیار نہیں' اور انہیں مرتد کہتے ہیں' احمدیوں کے خلاف جھوٹا پروپیگنڈہ کرنے سے باز رکھا جائے اور ان کی تقریبات میں مخل ہونے سے روکا جائے۔ یہ گذارش بھی کی گئی کہ شہریوں کے حقوق کو محض اس بنا پر پامال کرنا قرین انصاف نہیں کہ چند متشدد یا بااثر افراد کی طرف سے گڑبڑ کا اندیشہ ہے۔ مزید عرض کیا گیا کہ احمدی ۲۳ مارچ ۱۹۸۹ء کو نیز سال بھر کے دوران "وقتاً فوقتاً" جمع ہو کر جلسے کرنا چاہتے تھے جن میں اظہار تشکر کی خصوصی دعائیں کرنا' اللہ تعالیٰ کے ان احسانات اور نعمتوں کا شکریہ ادا کرنا جن سے گذشتہ صدی کے دوران انہیں نوازا گیا۔ بچوں اور نوجوانوں کو احمدیت کی راہ میں ان کے آباؤ اجداد کے ایثار و قربانی اور اس سلسلے میں ان پر عائد کی گئی پابندیوں اور نوجوانوں کو ان کے فرائض سے آگاہ کرنا مقصود تھا۔

۴۔ زور دے کر یہ بات کہی گئی کہ ایسے جلسے منعقد کرنا اور دیگر افعال انجام دینا جن کا پروگرام بنایا گیا تھا' احمدیہ برادری کے ہر رکن کا آئینی حق ہے۔ اس لئے حکومت کو ان کے انعقاد کو یقینی اور محفوظ بنانا چاہئے تھا۔ اس حق سے کسی کو اس بنا پر محروم نہیں کیا جا سکتا تھا کہ بعض اشخاص نے احتجاج و مزاحمت کی دھمکی دی تھی۔ فاضل وکیل نے دلیل پیش کی کہ اگرچہ ۲۱ مارچ ۱۹۸۹ء کا حکم ۲۵ مارچ ۸۹ء کو زائد المیعاد ہو گیا اور اس حقیقت کے باوجود کہ اس میں توسیع نہیں کی گئی ریذیڈنٹ مجسٹریٹ ربوہ نے غیر قانونی طور پر ۲۵ مارچ ۸۹ء کا حکم جاری کر دیا' جس میں متنازعہ فیہ ہدایات درج تھیں۔

سائلان نے قادیانی گروپ' لاہوری گروپ اور احمدیوں کی غیر اسلامی سرگرمیوں پر (پابندی اور ممانعت) کے آرڈیننس ۱۹۸۴ء (۱۹۸۴ء کا ۲۰ واں) کے احکام کے تحت مجموعہ تعزیرات پاکستان میں داخل کی گئی نئی دفعہ ۲۹۸۔ سی کی وجہ جواز کو بھی اس بنا پر چیلنج کیا کہ اس سے دستور پاکستان کے آرٹیکل نمبر ۲۰ میں دئے گئے بنیادی حق کی خلاف ورزی ہوتی ہے۔ مذکورہ آرٹیکل کے تحت ہر شہری کو اپنے مذہب کی پیروی اور اس پر عمل کرنے کا حق دیا گیا ہے' بہرحال بحث کے دوران فاضل وکیل نے اس نکتہ پر یہ کہتے ہوئے زور نہیں دیا کہ یہ مسئلہ پہلے ہی سپریم کورٹ میں زیر سماعت ہے۔ اور وہ اس کا فیصلہ ہونے تک انتظار کرنے کو تیار ہیں۔ یہ بات قابل غور ہے کہ سائلان کی طرف سے پیش ہونے والے تینوں وکلاء قادیانیوں کے عقیدہ کی "تبلیغ کے حق" پر یقین نہیں رکھتے کیونکہ انہوں نے اپنے استدلال اور موقف کو مذہب کی پیروی اور اس پر عمل کرنے کے حق تک محدود و مقید رکھا۔

۵۔ مقدمہ کے قانونی پہلوؤں پر دلائل پیش کرتے ہوئے مسٹر ایس۔ اے۔ رحمان نے گذارش کی۔ قادیانیوں پر زیادہ سے زیادہ یہ پابندی لگائی جا سکتی تھی کہ وہ دوسرے لوگوں میں اپنے عقیدہ کی تبلیغ نہ کریں' لیکن انہیں عام جلسوں میں رسول اکرمؐ کی حیات طیبہ اور دوسرے مذہبی موضوعات پر تقاریر کرنے سے نہیں روکا جا سکتا تھا۔ انہوں نے مزید کہا ان تقاریر میں قادیانی جو حوالے دیتے ان کی تعبیر و تشریح ان کی کتب میں مذکور نقطہ نظر کے مطابق کی جاتی۔ حقیقت میں نہ تو پبلک تقاریب منعقد کرائی تھیں' نہ جلوس نکالے جانے تھے' نہ کوئی پمفلٹ تقسیم ہونے تھے' نہ ہی بینرز لگانے کا پروگرام بنایا گیا تھا۔ اس استدلال کی بناء پر انہوں نے عرض کیا کہ مذکورہ بالا طریقے سے ایسی تقریبات کے انعقاد کو روکا نہیں جا سکتا تھا کیونکہ دستور کے آرٹیکل ۱۹،۱۱ اور ۲۰ کے تحت ہر شہری اور برادری کو اس حق کی ضمانت دی گئی ہے۔ کہ وہ اپنے مذہب کی پیروی اور اس پر عمل کر سکتا ہے۔ نیز اپنی برادری کے بچوں یا افراد میں اپنے عقیدہ یا افکار کی تبلیغ کر سکتا ہے۔ انہوں نے مزید عرض کیا کہ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کے حکم میں جو متنازعہ فیہ ہدایات درج تھیں انہیں ایک ایک کر کے پرکھا جائے یا اجتماعی طور پر جائزہ لیا جائے۔ ان سے بنیادی حقوق کی خلاف ورزی ہوتی ہے۔ ان ہدایات کے ذریعے جو مقصد حاصل کرنے کی کوشش کی گئی وہ بھی بنیادی حقوق سے متصادم تھا' اگرچہ جشن کا سال گزر گیا ہے۔ تاہم ان کی درخواست غیر موثر نہیں ہوتی کیونکہ اس میں جس حق کا مطالبہ کیا گیا ہے وہ روزمرہ کے معمولات میں سے ہے اور اگر مذہب کی پیروی نیز اس پر عمل کرنے کے حق کی وسعت اور اس کی حدود کا تعین کر دیا جائے تو یہ چیز احمدیوں کے ساتھ ساتھ دوسرے شہریوں کو بھی درست لائحہ عمل اختیار کرنے کی ترغیب دے گی۔

۶۔ فاضل وکیل نے مزید عرض کیا کہ جن امور کی شکایت کی گئی ہے۔ اگرچہ ان امور کی عام جلسہ اور عام مقامات پر انجام دہی کے حق سے انکار نہیں کیا جا سکتا' تاہم ان میں سے کوئی ایک کام بھی جائے عام پر کرنے کا پروگرام نہیں تھا۔ انہوں نے وضاحت سے بتایا کہ نہ تو کوئی ایسا پروگرام بنایا گیا تھا' نہ ہی ایسی تقاریر کرنے کا ارادہ تھا جس سے ملکی قانون کی خلاف ورزی ہوتی۔ اندریں حالات ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کا یہ کہنا مسلمانوں کی توہین کرنا ہے کہ ان تقریبات کے انعقاد پر مسلمان احتجاج اور برہمی کا اظہار کرتے یا اس سے امن عامہ میں خلل پڑتا۔ اگر مذکورہ بالا امور کی بجا

تو دوسری کے موقع پر جو بصورت دیگر قانوناً" درست تھے "نقص امن کا اندیشہ تھا تو اس اندیشہ کو دور کرنے کی تدابیر اختیار کرنی چاہئے تھیں تاکہ قادیانیوں کو ان سے باز رہنے کی ہدایت کی جاتی۔ اپنے استدلال کی حمایت میں انہوں نے راستار ضامن رویا تھام تحصیلدار رہتام کو ار بیرا مپائر (اے آئی آر ۱۹۴۳ مدراس ۲۴۳) متعلق یہ سری کانت آرا (اے آئی آر ۱۹۴۲ مدراس ۳۱۶) نیز مسماۃ جسودہ بنام ایمپرر (اے آئی آر ۱۹۴۳ سندھ ۲۱۷) کا حوالہ دیا۔

۷۔ آگے بڑھنے سے پیشتر ایک درخواست (دیوانی متفرق درخواست نمبر ۵۳/۷۷ بابت ۱۹۸۹) پر ایک نظر ڈالنا مناسب ہوگا جو فریق مقدمہ بنائے جانے کی خاطر مولانا منظور احمد چنیوٹی کی طرف سے داخل کی گئی تھی تاکہ عدالت کے سامنے مسلمانوں کا نقطۂ نظر بھی پیش کیا جاسکے کیونکہ دنیا کے مسلمان آنحضرتؐ کی قطعی اور غیر مشروط ختم نبوت پر ایمان رکھتے ہیں۔ ان کے نزدیک مرزا غلام احمد بانی جماعت احمدیہ "ایک مرتد و مکار شخص تھا۔ درخواست گزار نے گزارش کی کہ وہ اس مقدمہ کا ایک لازمی فریق ہے کیونکہ اس نے بین الاقوامی ختم نبوت مشن کے عہدیدار کی حیثیت سے احمدیوں کی حد کی بالا سرگرمیوں کا نوٹس لیتے ہوئے جن سے اسلامی جمہوریہ پاکستان کے دستور کی خلاف ورزی کا خدشہ اور مسلمانوں کے مذہبی جذبات کے مجروح ہونے کا امکان تھا۔ مجلس تحفظ ختم نبوت کے نمائندہ منتظمین کی معیت میں حکومت پنجاب سے رابطہ قائم کیا۔ قادیانی جشن کے پروگرام کی بابت اپنی گہری تشویش و اضطراب سے آگاہ کرتے ہوئے مطالبہ کیا تھا کہ ان تقریبات پر فوراً پابندی لگائی جائے ورنہ ملک گیر سطح پر شدید ہنگامے شروع ہو جائیں گے۔ یہ کہ حکومت پنجاب نے ان کے مطالبہ پر ہمدردانہ غور کرتے ہوئے سالگرہ کی تقریبات پر پابندی لگانے کا فیصلہ کیا تھا۔ یہ درخواست ۱۸ دسمبر ۱۹۸۹ء کو زیر سماعت آئی۔ اس موقع پر سائلان کے فاضل وکلاء نے تجویز کیا کہ درخواست دہندہ کو اس سلسلہ میں بیان حلفی داخل کرنا چاہئے۔ اور یہ کہ فریق مقدمہ بنائے جانے کی درخواست پر اصل درخواست کے ساتھ غور کرلیا جائے۔ درخواست دہندہ کو بیان حلفی داخل کرنے کی اجازت دے دی گئی اور اس کی درخواست معہ اصل پٹیشن کی سماعت کے لئے تاریخ سماعت مقرر کر دی گئی۔

۸۔ فریق مقدمہ بنائے جانے کی ایسی ہی درخواست عبدالناصر گل نامی شخص کی طرف سے دی گئی تھی جو عیسائیت سے تعلق رکھتا ہے۔ وہ اس استدلال پر مبنی تھی کہ عیسائیت کے خلاف مرزا غلام احمد کی تقاریر اور اس کا لٹریچر تمام عیسائیوں کے نزدیک قابل مذمت اور نفرت انگیز ہے۔ درخواست دہندہ کے فاضل وکیل نے وضاحت سے بتایا کہ ان تقریبات کی مسلمہ غرض و غایت جماعت احمدیہ کی ۱۰۰ سالہ تاریخ کا اعادہ کرنا تھا جس میں جماعت کی تحریروں اور ادب سے حوالے لازماً "دیئے جاتے جن میں حضرت عیسیٰ اور عیسائیت کی بابت انتہائی قابل اعتراض اور توہین آمیز ریمارکس شامل ہیں۔ انہوں نے مزید کہا کہ مرزا غلام احمد نے مسیح موعود (وہ مسیح جن کی دوبارہ آمد کی بشارت دی گئی ہے) ہونے کا دعویٰ کیا تھا اور اس کے پیرو اسے مسیح موعود مانتے ہیں۔ اس لئے عیسائیوں کے عقائد اور حضرت عیسیٰ کی عزت و ناموس کی حفاظت کے لئے ایسے لغو دعویٰ کی تردید و تکذیب ضروری تھی۔ ان کی تحریروں میں حضرت عیسیٰ کے خلاف ملامت آمیز مواد نیز ان کے جلسوں اور تقریبات میں متوقع حملے عیسائی برادری کے غیظ و غضب کا موجب بنتے۔ اس سے احمدیوں اور عیسائیوں کے مابین دشمنی و نفرت میں اضافہ ہوتا اور نقص امن کی سنگین صورت حال پیدا ہو جاتی۔

۹۔ سائلان کے فاضل وکلاء نے ہر دو درخواستوں کی مخالفت کرتے ہوئے اس بات پر زور دیا کہ ان دونوں درخواستوں کو مزید دلائل سنے بغیر خارج کر دیا جائے۔ یہ بات قابل غور ہے کہ اس نکتہ پر اس وقت زور دیا گیا جب فاضل وکلاء میں سے ایک اپنے دلائل مکمل کر چکے تھے اور فاضل ایڈووکیٹ جنرل کے دلائل کا آغاز ہو چکا تھا۔ اس درخواست کو ۳ مئی ۱۹۹۰ء کو صادر کردہ حکم کی رو سے نمٹایا گیا جس میں کہا گیا تھا کہ:۔

"اس مرحلہ پر فاضل وکیل سی اے رحمان نے بتایا کہ فریق مقدمہ بنائے جانے کی درخواست (سی ایم ۸۹/۷۷ ۵۳) کا تصفیہ معاملہ کی مزید سماعت کرنے سے پہلے کر دیا جائے۔ یاد رہے کہ پٹیشن کی حمایت میں وہ اپنے دلائل پہلے ہی مکمل کر چکے ہیں۔ مسٹر جسٹس لطیف احمد نے اپنے دلائل ختم کر لئے ہیں۔ اب مسئول الیہ اور درخواست گزار کو جواب دینا ہے"۔

علاوہ بریں ۱۸ دسمبر ۱۹۸۹ء کے حکم میں کہا گیا تھا کہ:۔ "درخواست دہندہ نے فریق مقدمہ بنائے جانے کی یہ درخواست مسئول الیہ کی حیثیت سے دی ہے۔ اس کی ایک نقل سائلان کے فاضل وکیل کو فراہم کر دی گئی ہے۔ انہوں نے تجویز کیا کہ درخواست دہندہ کو چاہئے کہ وہ اس سلسلے میں بیان حلفی داخل کرے۔ نیز یہ کہ اس کی درخواست کی سماعت پٹیشن کے ساتھ کی جائے۔ درخواست گزار کے فاضل وکیل نے تجویز سے اتفاق کیا کہ تحریری بیان داخل ہو لینے دیا جائے اور اس درخواست نیز اصل پٹیشن پر دلائل کا آغاز ۲۳ جنوری ۱۹۹۰ء سے کیا جائے۔

اندریں حالات اس مرحلہ پر فریق مقدمہ بنائے جانے کی درخواست پیش کرنا اور اصل کارروائی کو طول دینے کا ایک حربہ ہے جس سے پٹیشن میں اٹھایا گیا اصل معاملہ کھٹائی میں پڑ جائے گا۔ پس اس معاملہ کا فیصلہ اصل پٹیشن کے ساتھ کیا جائے گا جیسا کہ خود فاضل وکیل نے تحریر کیا ہے مسئول الیہان اور دوسرے اپنے دلائل شروع کرسکتے ہیں"۔

۱۰۔ جہاں تک درخواست گزاروں کے بطور مسئول الیہان فریق مقدمہ بنائے جانے کا تعلق ہے۔ یہ بات قابل غور ہے۔ ابتداء میں فاضل وکیل کو جیسا کہ محسوس ہوتا ہے "درخواست کی سماعت پر کوئی اعتراض نہیں تھا کیونکہ انہوں نے خود ہی تجویز پیش کی تھی کہ درخواست گزار کو پہلے تحریری بیان داخل کرنے کا موقع دیا جائے۔ درخواست گزاروں نے ہم "معروضات" سامنے پیش کرتے ہوئے قادیانیوں کے خیالات کی مخالفت اور صد سالہ جشن کی تقریبات پر ممانعت کا جواز پیش کیا تھا۔ جس کی بنا پر صوبائی حکومت نے ان تقریبات پر پابندی عائد کردی تھی اور ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ نے زیر بحث انتظامی احکام جاری کئے تھے۔ درخواست گزار کا موقف یہ تھا کہ سماعت کے دوران ان کا موجود ہونا ضروری ہے تاکہ وہ یہ ثابت کرسکے کہ اندرون ملک قادیانیوں کا عام اجتماعات میں مذہبی موضوعات پر قادیانیت کے پردہ میں تبلیغ کرنا ازروئے قانون ممنوع اور جرم ہے۔ عیسائی درخواست گزار کے فاضل وکیل نے بھی ایسا ہی موقف اختیار کرتے ہوئے اس بات پر زور دیا کہ قادیانیوں کی طرف سے مذہبی موضوعات پر بحث مباحثہ اندیشہ نقص امن پر منتج ہوتا کیونکہ ان کے افکار و تعلیمات نہ صرف مسلمانوں بلکہ عیسائیوں کے بھی مذہبی جذبات کو مشتعل کرنے والی ہوتی ہیں۔ یہ بات قابل غور ہے کہ صد سالہ سالگرہ کا سال گزر جانے کے باوجود اس درخواست پر اس لئے زور دیا جارہا ہے کہ ان کے افکار و خیالات کی تبلیغ کے لئے مذہبی اجتماعات منعقد کرنے کے حق کا تعین کرنا ضروری ہے۔ کیونکہ ایسا کرنا ممبران جماعت احمدیہ کے روزمرہ معمولات کا ایک حصہ ہے اور اس میں شک نہیں کہ روزمرہ معمولات کا حصہ ہونے کی بنا پر اس کا تعلق مسلمانوں، عیسائیوں اور دوسرے تمام شہریوں سے ہے۔ اس لئے وہ اس پٹیشن کے خلاف سنے جانے کے حقدار ہیں۔ چنانچہ دونوں درخواستیں برائے سماعت منظور کی جاتی ہیں اور درخواست گزاروں کو بطور مسئول الیہ مقدمہ کا فریق بنانے کی اجازت دی جاتی ہے۔ اس طرح یہ دونوں درخواستیں نمٹادی گئیں۔

۱۱۔ اب دوسری درخواست کو لیتے ہیں۔ سی ایم ۱۹۸۹/۵۱ء اس وقت داخل کی گئی جب سائلان کے فاضل وکیل مسٹر سی۔ اے۔ رحمان نے اپنے دلائل مکمل کرلئے تھے۔ اور مولانا منظور احمد چنیوٹی کے فاضل وکیل مسٹر اسماعیل قریشی نیز فاضل ایڈووکیٹ جنرل فریق مخالف کے وکیل کے پیش کردہ مباحث کے جواب میں کچھ معروضات پیش کر چکے تھے۔ فاضل ایڈووکیٹ جنرل نے بحث شروع کرنے سے پہلے ایک فہرست داخل کی جو ظاہر کرتی تھی کہ وہ مرزا غلام احمد کے افکار کو کس موضوع کے تحت زیر بحث لائیں گے جیسا کہ وہ خیالات مرزا صاحب کی کتابوں میں موجود ہیں۔ جنہیں صد سالہ جشن کی تقریبات میں دہرایا جانا تھا۔ انہوں نے واضح کیا کہ مرزا صاحب اور ان کے حواریوں کی یہ تحریریں جن کی نشاندہی عدالت میں پیش کردہ درخواست میں کی گئی ہے۔ نہ صرف پاکستان بلکہ دنیا بھر کے مسلمانوں کے مذہبی محسوسات کو مشتعل و مجروح کرنے والی ہیں جو روز اول سے ان افکار و نگارشات کی مخالفت کرتے چلے آرہے ہیں۔ گذشتہ ۱۰۰ برسوں کے دوران انہوں نے مرزا صاحب کے کذب و افتراء کو طشت ازبام کرنے کے لئے قدم قدم پر قربانیاں دی ہیں۔ عام اجتماعات میں ایسے افکار کا تذکرہ و اعادہ نہ صرف ارتکاب جرم کے مترادف ہوتا بلکہ مسلمانوں میں وسیع پیمانہ پر شدید غم و غصہ کو ابھارنے کا سبب بنتا۔ اور اس سے نقص امن کو خطرہ لاحق ہونا ناگزیر ہو جاتا۔ انہوں نے وضاحت کرتے ہوئے بتایا کہ جشن کی تقریبات منعقد کرنے "جماعت احمدیہ کی تاریخ کو دہرانے" مرزا صاحب کے مقام و حیثیت کو اجاگر کرنے اور ان کی تعلیمات کو عام کرنے سے امن و امان کی صورت حال پر جو اثرات مرتب ہوتے انہیں آئینی پس منظر میں دیکھنا چاہئے۔ جس میں احمدیوں کو غیر مسلم قرار دینے کا دستوری فیصلہ بھی شامل ہے۔ تاہم فاضل ایڈووکیٹ جنرل یا دوسرے وکلاء کی طرف سے مذکورہ بالا موضوعات کو زیر بحث لانے سے قبل ہی سائلان نے اس امر کی درخواست پیش کردی کہ پٹیشن میں محض ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کے حکم کی قانونی حیثیت کو چیلنج کیا گیا ہے اور یہ استدعا کی گئی ہے کہ ۲۵ مارچ ۱۹۸۹ء کے حکم کو کالعدم ٹھہراتے ہوئے مسئول الیہان کو ہدایت کی جائے کہ وہ سائلان کے بنیادی حق کے استعمال میں رکاوٹ نہ ڈالیں۔ لیکن ۸ مئی ۱۹۹۰ء کو اپنے دلائل کے دوران فاضل ایڈووکیٹ جنرل نے اختلافی اعتقادات اور مذہبی مباحث چھیڑ دئے۔ اپنی گذارشات میں جب انہوں نے سائلان کے ساتھ بعض عقائد منسوب کئے تو انہوں نے ان عقائد کو غلط تسلیم کی قرار دیتے ہوئے مسترد کر دیا۔ درخواست کی تائید میں ایک حلفیہ بیان داخل کیا گیا جس میں کہا گیا تھا کہ قانونی مسائل کے تصفیہ میں عقیدہ و مسلک کی بات کرنا سراسر غیر متعلق اور خارج از بحث معاملہ

ہے کیونکہ مذہبی بحث و مناظرہ کے لئے عدالت ہذا موزوں فورم نہیں ہے۔ رٹ پٹیشن میں کسی مذہبی عقیدہ کا فیصلہ یا اس کی بابت اعلان کرنے کی استدعا نہیں کی گئی نہ ہی عدالت کو اس بارے میں اختیار حاصل ہے۔ یہاں فریق مخالف نے سائلان کے عقیدہ کی بابت غلط فہمی اور لاعلمی پر مبنی غلط دعوے کئے ہیں۔ اس سے جماعت احمدیہ کے خلاف نفرت و عداوت پھیلنے کا امکان ہے۔ عدالت میں جن الزامات کی تکرار کی گئی وہ قومی اخبارات میں شائع کروائے گئے اور ان کی زبردست تشہیر دیکھنے میں آئی جس میں ان کے عقیدہ کو توہین آمیز طریقے سے غلط رنگ میں پیش کیا گیا۔ مسئول الیہان عدالت ہذا کو احمدیہ برادری کی ذلت و رسوائی کا سامان بہم پہنچانے اور ان کے خلاف بغض و نفرت پھیلانے کے لئے استعمال کر رہے ہیں۔ اس موقف کی بنیاد پر استدعا کی گئی کہ بحث کو صرف قانونی مسائل تک محدود و مقید کیا جائے اور اس امر کی ہدایت جاری کی جائے کہ پریس میں طرفین کی درست یکساں اور مساوی کوریج کو یقینی بنایا جائے۔ اس درخواست پر مسٹر مبشر لطیف احمد نے دلائل پیش کئے۔ انہوں نے گذارش کی کہ اس درخواست کا فیصلہ فاضل ایڈووکیٹ جنرل اور مسئول الیہان کے وکلاء کو دلائل شروع کرنے کی اجازت دینے سے پہلے کر دیا جائے۔

فاضل ایڈووکیٹ جنرل نے اپنے دلائل میں قادیانی برادری کی ان تصنیفات کی نشاندہی کی جن کے حوالے سے وہ یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ اگر ان کتابوں میں درج افکار و نظریات کا کھلے بندوں پرچار کرنے کی اجازت دے دی جاتی تو وہ تعزیرات پاکستان اور قانون کے تحت ارتکاب جرم کے مترادف ہوتی اور یہ چیز مسلمانوں کی بھاری اکثریت والے ملک میں ان کے مذہبی جذبات کو برانگیختہ کرنے کا موجب ہوتی اور فرقہ وارانہ فسادات کو ہوا دیتی' انہوں نے مزید کہا کہ عائد کردہ پابندی خود ان کے اپنے مفاد میں ہے کیونکہ پبلک میں ان کے رویہ و عمل کا نتیجہ باہمی تصادم کی صورت میں نکلتا جس سے خود ان کی سلامتی خطرے میں پڑ جاتی۔ انہوں نے وضاحت سے بتایا۔ سائلان اپنی پٹیشن میں خود کہہ چکے ہیں کہ ان اجتماعات میں مذہبی موضوعات بشمول رسول اکرمؐ کی سیرت پاک اور مرزا صاحب کے حالات زندگی کے بارے میں تقاریر ہوتی تھیں' اب وہ یہ نہیں کہہ سکتے کہ اعتقادی اختلافات اور مذہبی مباحث پر گفتگو کرنے کی اجازت نہ دی جائے۔ انہوں نے مزید کہا کہ بانی جماعت احمدیہ اور اس کے حواریوں کی تعلیمات و تحریرات کی اشتعال انگیزی کو عریاں کرنا اعتقادی اختلافات کو چھیڑنا نہیں' بلکہ اس تباہ کن تاثر کو اجاگر کرنا مقصود تھا جو ان افکار و تعلیمات کے پرچار سے امن عامہ کی صورت حال پر مرتب ہوتے۔ یہ کہنا غلط ہے کہ ایسا کر کے وہ مذہبی عقیدہ سے متعلق سوالات حل کرانا چاہتے ہیں' حقیقت یہ ہے کہ جماعت احمدیہ کے اراکین اپنے مذہب کی پیروی اور اس پر عمل کرنے میں مکمل طور پر آزاد ہیں۔ ان کا مذہب اچھا ہے یا برا ہمیں اس سے کوئی سروکار نہیں' تاہم جب وہ اپنے عقیدہ پر اس طرح عمل کرنا چاہیں جو دوسروں کو اپنی طرف متوجہ کرنے یا ان کے مذہبی جذبات کو برانگیختہ کرے تو خواہ وہ ہوں یا کوئی اور' ملکی قانون کی نظر میں جرم کا ارتکاب کرتا ہے۔ اس لئے ان کی کتابوں کے ان مذہبی موضوعات سے عدالت کو آگاہ کرنا میرا حق ہے جو مذہبی احساسات کو برافروختہ کرنے والے ہیں اور ان کی نشر و اشاعت ارتکاب جرم کے مترادف ہے۔ اور زیر دفعہ ۱۴۴ احتیاطی تدابیر روبہ کار لانے کا جواز فراہم کرتے ہیں۔

۱۲۔ سائلان کی رٹ میں جو اعتراض کیا گیا ہے ان وجوہات کی بناء پر مسترد کر دیا گیا۔۔۔ جنہیں بعد ازاں قلمبند کیا جائے گا۔ فریقین کے فاضل وکلاء کو بتا دیا گیا کہ وہ یہ بات ثابت کرنے کے لئے مرزا صاحب اور اس کے حواریوں کی تعلیمات و افکار کے حوالے دے سکتے ہیں جیسا کہ وہ ان کی اصل تصانیف میں موجود ہیں کہ آیا وہ تحریریں مسلمانوں اور عیسائیوں کے مذہبی جذبات کو مشتعل کرنے والی ہیں یا نہیں؟ نیز وہ زیر دفعہ ۱۴۴ کارروائی اور حکومت پنجاب کی طرف سے صد سالہ تقریبات پر لگائی گئی پابندی کا جواز فراہم کرتی ہیں یا نہیں؟ مذکورہ بالا حکم کی وجوہات ذیل میں درج کی جاتی ہیں۔

۱۳۔ سائلان کے فاضل وکیل مسٹر مبشر لطیف احمد نے اس دلیل کی تائید میں مجموعہ ضابطہ دیوانی کی دفعہ ۹ کے حوالے سے کہا کہ عدالتیں مذہب سے متعلق تنازعات یا ایسے سوال کا فیصلہ کرنے کی مجاز نہیں کہ آیا کسی شخص کا مذہب اچھا ہے یا برا؟ نہ ہی انہیں اعتقادی اختلافات یا مذہبی مباحث کو نمٹانے کا اختیار حاصل ہے۔ جبکہ یہاں احمدیہ جماعت کی طرف سے مذہب کی تبلیغ کرنے کے حق کے بارے میں کوئی دعویٰ زیر بحث نہیں' نہ ہی اس کا فیصلہ کرنے کی استدعا کی گئی ہے۔ یہ دلیل جس انداز میں پیش کی گئی ہے اس سے معاملہ کی وہ صورت حال سامنے نہیں آتی جیسی کہ رٹ میں ظاہر کی گئی ہے یا عدالت کے روبرو سوال اٹھایا گیا ہے۔

دراصل یہ درخواست اصل مسئلہ کو نگاہوں سے اوجھل کرنے کا ایک حربہ ہے۔ سائلان واقف ہیں کہ ان اجتماعات میں مختلف دیگر امور کے' رسول اکرمؐ کی سیرت پاک و ارشادات

اور ان کے بارے میں مذہبی موضوعات پر اظہار خیال کیا جاتا تھا۔ انہوں نے سوال کیا ایسے مباحث پر خواہ انہیں احمدی نقطہ نظر سے کیوں نہ پیش کیا جاتا کیسے پابندی لگائی جا سکتی ہے؟ ... وکیل کے مطابق ان تقریبات میں تمام کام قانون کے دائرہ میں کئے جاتے تھے۔ مسئول الیہان کے بقول ان پر دو دلائل کے بطلان کے لئے بانی جماعت احمدیہ کی اصل مستند اور معروف کتابوں میں درج افکار و تعلیمات کا حوالہ دینا ضروری تھا۔ یہ کہنا غلط ہے کہ وہ ... لوگ تھے جن کی طرف سے ناموافق رد عمل کا اظہار کیا جاتا یا امن و امان کا مسئلہ پیدا ہوتا ... مذہب کی پوری تاریخ اور برصغیر کے مسلمانوں کی طرف سے اس کی جو شدید مخالفت کی گئی وہ ظاہر کرتی ہے کہ وہ محض منفی بر متعصب آدمی نہیں جو ان کی مزاحمت پر کمربستہ ہیں بلکہ عامۃ المسلمین قادیانیوں کے افکار و نظریات کو اپنے مذہب اور مذہبی جذبات کی توہین کرنے والا سمجھتے ہیں۔ ان کی کتابوں سے حوالے دینے کا مقصد یہ تھا کہ ان پہلوؤں کو نمایاں کیا جائے اور اوپر نقل کردہ دونوں دلیلوں کا توڑ کیا جائے۔ اس سے یہ ثابت کرنا ہرگز مطلوب نہیں کہ سائلان کا مذہب اچھا ہے یا برا' یا یہ کہ وہ اپنے مذہب کی پیروی یا اس پر عمل کرنے کے مجاز نہیں' نہ ہی اعتقادی اختلافات کا حل تلاش کرنے کی غرض سے مذہبی بحث چھیڑنا مقصود تھا۔ قادیانیوں کے ساتھ مذہبی بحث و مناظرہ میں پڑنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ کیونکہ مرزا صاحب نے جس قسم کے مذہب کی تلقین و تبلیغ کی اور قادیانی جس مذہب کے پیروکار اور وفادار ہیں۔ رسول اکرمؐ کے زمانے سے لے کر اب تک تمام ممالک کے مسلمان اسے اسلام کے اساسی نکات کے خلاف گستاخانہ توہین آمیز' اشتعال انگیز' گمراہ کن اور بے ادبی پر مبنی سمجھتے آئے ہیں۔ وہ تمام مسلمان جو اسلام اور ختم نبوت کے مابین قائم رشتہ و تعلق میں کسی مداخلت کے روادار نہیں' مرزا صاحب کے دعویٰ نبوت سے سخت برگشتہ ہیں اور اسے یکسر مسترد کرتے ہیں۔ قادیانیوں کے نزدیک غیر قادیانی یا غیر احمدی کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔ اس طرح انہوں نے اپنی علیحدہ امت بنائی ہے جو امت مسلمہ کا حصہ نہیں' یہ چیز خود ان کے طرز عمل اور معتقدات سے ثابت ہے' وہ خود کو ——— مسلمانوں کے نعم البدل کے طور پر پیش کرتے ہیں اور مسلمانوں کو اپنی ملت سے خارج گردانتے ہیں۔ احمدی لوگ حکومت برطانیہ کے زیر سایہ خود کو مسلمان ظاہر کر سکتے تھے' اب ایسا نہیں کر سکتے۔ کیونکہ مسلمانوں کے نزدیک مرزا غلام احمد امت مسلمہ میں انتشار و تفرقہ پیدا کر کے انگریزوں کے مفادات کے لئے کام کر رہا تھا۔ امت مسلمہ ... متعلق اسلامی معاشرہ کے عظیم اصحاب فضل و کمال کی آراء کا نچوڑ یہ ہے کہ ... امت ... عقیدہ ختم کی بدولت انتشار سے محفوظ ہے"۔ انہوں نے مزید کہا۔ اگر کسی قوم کی یکجہتی کو خطرہ لاحق ہو جائے تو اس کے پاس اس کے سوا کوئی چارہ نہیں رہ جاتا کہ وہ انتشار و تفریق پیدا کرنے والی قوتوں کے خلاف اپنا دفاع کرے اور حفاظت خود اختیاری کا طریقہ اس کے سوا اور کونسا ہو سکتا ہے کہ متنازعہ تحریروں اور ایسے شخص کے دعاوی کی تردید و تکذیب کی جائے جسے موروث قوم ایک مذہبی زمانہ ساز اور عیار سمجھتی ہے؟ کیا ایسی صورت میں اس موروث قوم کو جس کی یکجہتی معرض خطر میں پڑ چکی ہو تحمل و رواداری کی تلقین کرنا اور باغی گروپ کو بلا خوف و خطر اپنا پروپیگنڈہ جاری رکھنے کی اجازت دینا قرین انصاف ہو سکتا ہے؟ جبکہ وہ پروپیگنڈہ موروث قوم کے نزدیک انتہائی غلیظ و بیہودہ ہو"

(Thoughts and Reflections of Iqbal P-263)

مسلمانوں اور احمدیوں کے مابین کوئی نقطہ اشتراک نہیں ہے کیونکہ مسلمانوں کا ایمان ہے کہ نبوت و رسالت رسول اکرمؐ پر ختم ہو گئی' اس کے برعکس احمدی مرزا صاحب کو نیا نبی مانتے ہیں۔ یہ بات قابل غور ہے کہ احمدی زیر اعتراض افکار یا استدلال کی جو وضاحت پیش کرتے ہیں کہ ان افکار کی تعبیر و تشریح ایک مخصوص طریقہ سے کی جانی چاہئے۔ اور انہیں ایک خاص زاویہ نظر سے دیکھا جانا چاہئے تاکہ انہیں اسلامی احکام کے موافق بنایا جا سکے۔ ان کی گہرائی میں اترنے کی ضرورت نہیں۔ ایسا کیا جائے تو اعتقادی اختلافات کو ہوا دینے کا الزام لگ جاتا ہے۔ دوسرے ان وضاحتوں' جوازات اور عبارات کو امت مسلمہ کب کا مسترد کر چکی ہے۔ پس اس دعویٰ میں کوئی وزن نہیں کہ ان افکار و خیالات سے مسلمانوں کے مذہبی جذبات کو ٹھیس لگنے کا کوئی احتمال نہیں۔ یہ استدلال کہ اگر کسی شخص یا جماعت اشخاص کا عقیدہ زیر بحث ہو تو اس عقیدہ کی بابت مذکورہ بالا شخص یا اشخاص کے اختیار کردہ موقف یا پوزیشن کو اس گروپ میں مروجہ مفہوم کے حوالے سے اس کی تصدیق کرنا لازم ہوتا ہے اور یہ کہ انفرادی مخصوص خیال یا رائے کو اس شخص یا اشخاص کے موقف یا نقطہ نظر کے طور پر قبول نہیں کیا جا سکتا۔ بیان کی حد تک تو بڑا اچھا لگتا ہے تاہم یہ استدلال زیر بحث صورت حال پر منطبق نہیں ہوتا کیونکہ مسئلہ کسی خیال یا عقیدہ کو ذاتی طور پر اپنانے کا نہیں' بلکہ اس کی اعلانیہ تبلیغ و پرچار کرنے یا ایسے طریقہ سے اس کی پیروی کرنے کا ہے۔ جس میں تشہیر و اشاعت کو نمایاں دخل ہو' علاوہ ازیں ان عبارات و افکار کی جو وضاحتیں اور جواز پیش کیا جاتا ہے۔ مسئول الیہ وکلاء ان پر تسلیم نہیں کرتے' وہ اعتقادی پوزیشن کو

لی تسلیم کرتی ہیں۔ اگر ان کی رائے میں معقول وجوہ موجود ہوں تو وہ متعلقہ قانون کے احکام (دفعہ ۱۴۴ ض ف) کے تحت کارروائی کر گزرتے ہیں۔ یاد رہے اس مرحلہ پر سائلان کے فاضل وکیل نے کتابوں کی فوٹو سٹیٹ نقول پیش کرنے پر یہ کہہ کر اعتراض کیا کہ جن کتابوں سے یہ اقتباسات لئے گئے ہیں۔ وہ کتابیں پیش کی جانی چاہئے تھیں۔ جب مسئول الیسان نے اصل کتابیں پیش کردیں تو فاضل وکیل سے کہا گیا اگر وہ چاہیں تو ایسی کتب کی ایک فہرست دے دیں جنہیں اقتباسات کے سلسلہ میں وہ دیکھنا چاہتے ہیں' نہ ہی وہ فہرست داخل کی گئی نہ ہی زبانی طور پر ایسی الفاظ و عبارات کی نشاندہی کی گئی۔ اس کے برعکس مسٹر مجیب الرحمن جنہوں نے اس پہلو پر مقدمہ کی پیروی کی' یہ ذمہ داری سائیلان پر ڈال دی' انہوں نے خود کو اس کے پیش کرنے کا پابند نہیں سمجھا۔

۱۸۔ سائلان کے فاضل وکلاء نے مجموعہ ضابطہ دیوانی کی دفعہ ۹ کا جو حوالہ دیا ہے' وہ غیر متعلق اور بے محل ہے۔ یہ دفعہ دیوانی عدالتوں کے اس عمومی اختیار سماعت سے بحث کرتی ہے جس کے تحت وہ دیوانی نوعیت کے مقدمات کی سماعت کرتی ہیں۔ اس کے اختتام پر جو "تشریح" درج ہے اس میں کہا گیا ہے کہ ایسے مقدمات جن میں مذہبی رسوم یا تقریبات سے متعلق مسائل شامل ہوں' محض دیوانی نوعیت کے مقدمے نہیں ہوتے' جب تک ان سوالات سے کوئی مالکانہ حق یا حصول منصب کا حق پیوستہ نہ ہو۔ عدالت کے سامنے ایسا کوئی سوال نہیں اٹھایا گیا۔ یہ ایسی رٹ پٹیشن ہے جو دستور کے آرٹیکل ۱۹۹ کے تحت عدالت ہذا کو حاصل غیر معمولی آئینی اختیار سماعت سے دادرسی کی خواہاں ہے۔ اس رٹ میں دستور میں شامل بنیادی حقوق کے حوالے سے وہ احکام و ہدایات جاری کرنے کی استدعا کی گئی ہے اس میں کسی مذہب کی پیروی اور اس پر عمل کرنے کے حق سے مدد لی گئی جبکہ مذہب اور افکار و خیالات کی تبلیغ کرنے کے حق سے مدد نہیں لی گئی' نہ ہی اس پر زور دیا گیا۔ بلکہ قصداً" اپنے دلائل اس حد تک محدود رکھے۔ اس سیاق و سباق میں مسئول الیسان نے ان دلائل کا جواب دینے کی ضرورت محسوس کی اور یہ ثابت کرنا چاہا کہ اگرچہ یہاں تبلیغ مذہب کا حق زیر بحث نہیں' تاہم جو موقف اختیار کیا گیا جو دلائل پیش کئے گئے اور جس دادرسی کی استدعا کی گئی "اگر وہ عطا کردی جاتی تو اس کا نتیجہ لازماً" یہ نکلتا کہ قادیانی مذہب اور زیر اعتراض افکار و نظریات کی اعلانیہ یا پوشیدہ بے خوف و خطر تبلیغ تحقیق بن جاتی۔ پس جو سوالات اٹھائے گئے ہیں' ان پر کسی دیوانی عدالت میں زیر دفعہ ضابطہ دیوانی زور نہیں دیا جا رہا ہے۔ اس مرحلے پر یہ واضح کرنا مناسب ہو گا کہ سائلان کے فاضل وکلاء نے عرض کیا تھا کہ زیر رٹ مسئلہ صد سالہ جشن کا سال گزر جانے کے باوجود ایک جیتا جاگتا مسئلہ ہے۔ اگر ان کے حسب پروگرام تقریبات منانے کا مطالبہ مان لیا جائے اور عدالت کی طرف سے اس بارے میں حکم صادر کردیا جائے تو وہ ان تقریبات کو اب بھی منعقد کر سکتے ہیں۔ اس لئے عدالت کو مذکورہ بالا سیاق و سباق میں اٹھائے گئے سوالات کا تجزیہ کرنا پڑا۔ فاضل وکلا کو مکمل آزادی دی گئی کہ وہ جتنی بھی چاہیں دعاوی اور دلائل پیش کریں۔ بشرطیکہ وہ مذکورہ بالا سیاق و سباق سے متعلقہ ہوں' ان سے بہرہ ہوں۔ البتہ ان افکار و خیالات اور وضاحتوں کے اخلاقی پہلو کی بابت جو ان زیر بحث افکار کے جواز کو ثابت کرنے کی غرض سے کئے گئے' ان کی اجازت نہیں دی گئی۔ کیونکہ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ اور صوبائی حکومت کو ان جوازات میں جانے کی ضرورت نہیں تھی۔ یہ وضاحت کہ

پچھلی پوری صدی کے دوران مسلمانوں نے مرزا صاحب کے عقائد اور تعلیمات کو غلط سمجھا یا انہیں غلط معنے پہنائے اور اب ان کی تصحیح کی جاسکتی ہے۔ معاملہ کی موجودہ صورتحال کے سیاق و سباق میں غیر متعلقہ ہے۔ یہاں یہ بتانا مناسب ہو گا کہ یہ ساری وضاحتیں اور جوازات معہ زیر اعتراض افکار مجیب الرحمن بنام وفاق پاکستان (پی ایل ڈی ۱۹۸۵ء ایف ایس سی (۸) ۱۱ای مقدمہ میں پیش کی جاچکی ہیں۔ جن پر وفاقی شرعی عدالت نے ان پر پوری طرح غور و خوض کیا اور اپنے فیصلہ میں ان کی بابت اپنی رائے کا اظہار کیا۔ یہ فیصل شدہ اور مسلمہ معاملہ ہے۔ عدالت ہذا بھی اسے تسلیم کرنے کی پابند ہے۔ مذکورہ بالا عدالت نے اپنے فیصلہ کے صفحہ ۸۲ پر درج ذیل رائے کا اظہار کیا تھا:۔

"پس یہ بات شک و شبہ کے ادنیٰ شائبہ کے بغیر ثابت ہو چکی ہے۔ جیسا کہ سر ظفر اللہ خان نے کہا تھا:۔ "یا تو پاکستان میں رہنے والی اکثریت کے لوگ کافر ہیں یا پھر قادیانی کافر ہیں"۔ جس کے معنے یہ ہوئے کہ یہ دونوں باتیں ایک نہیں ہو سکتیں اور مسلمان و قادیانی ایک امت کے فرد نہیں بن سکتے۔ دونوں کے مابین کوئی نقطہ اشتراک و اتحاد نہیں' کیونکہ مسلمان ختم نبوت پر غیر مشروط ایمان رکھتے ہیں جبکہ قادیانی اس کے قائل نہیں' وہ مسلمانوں کے برعکس مرزا صاحب کو ایک نیا نبی مانتے ہیں......

اس سے ظاہر ہوا کہ یہ دونوں ایک ہی امت سے تعلق نہیں رکھتے۔ اس سوال کو حل نہیں کیا گیا کہ دونوں گروہوں میں سے کونسا اصل مسلمان ہے۔ کیونکہ برطانوی ہند میں اس کا

فیصلہ کرنے کے لئے کوئی فورم موجود نہیں تھا۔ تاہم ایک اسلامی ریاست میں جہاں اس مسئلہ کو طے کرنے والے ادارے موجود ہیں' اسے حل کرنے میں کوئی دشواری نہیں۔

مجلس دستور ساز کے علاوہ وفاقی شرعی عدالت بھی اسے حل کرنے کی قانوناً" مجاز ہے"۔

پس ثابت ہوا کہ مسلمان اور احمدی دو الگ اور جداگانہ وجود ہیں۔ جماعت احمدیہ اور اس کے بانی کی کتب سے حوالے پیش کرنا ان دونوں علیحدہ و جداگانہ ملتوں میں امتیاز و تفریق کے لئے بلکہ زیر بحث احکام و ہدایات جاری کرنے کی ضرورت جواز کو ثابت کرنے کے لئے بھی ضروری ہے۔ ان وجوہات کی بناء پر متفرق درخواست (سی۔ ایم ۔ ۸۹ ر ۲۰۳۹) خارج کی جاتی ہے۔

۱۵۔۔۔ اب اس متنازعہ فیہ مسئلہ پٹیشن کے متنازعہ معاملہ کو میرٹ پر جانچنے کا مرحلہ آگیا ہے سائلان نے اپنی رٹ میں حسب ذیل کو چیلنج کیا ہے یعنی:

۱۔۔ صوبائی حکومت کی طرف سے ۲۰ مارچ ۸۹ء کو صادر کردہ حکم جس کی رو سے صد سالہ جشن کی ان تقریبات پر پابندی لگائی گئی جن کا اعلان اور تشہیر احمدیہ برادری کی مقامی تنظیم کے عہدیداران نے کی تھی۔

۲۔۔ جھنگ کے ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کی طرف سے مورخہ ۲۱ مارچ ۱۹۸۹ء کو زیر دفعہ ۱۴۴ جاری کردہ حکم اور

۳۔۔ ربوہ کے ریذیڈنٹ مجسٹریٹ کی طرف سے ۲۵ مارچ ۱۹۸۹ء کو جاری کیا گیا حکم مذکورہ بالا احکام کو منجملہ دیگر امور کے' ان وجوہات کی بناء پر چیلنج کیا گیا تھا کہ عائد کردہ پابندی آئین کے آرٹیکل ۲۰ میں ہر شہری کو اپنے مذہب کی پیروی اور اس پر عمل کرنے کے بنیادی حق کی ضمانت دی گئی ہے' یہ پابندی اس حق کو پامال کرتی ہے نیز ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ جھنگ نے زیر دفعہ ۱۴۴ جو حکم جاری کیا تھا وہ خلاف قانون ناجائز' بے موقع اور دور از معقولات کے مترادف ہے۔ چونکہ رٹ میں اصل حملہ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ و ریذیڈنٹ مجسٹریٹ کے احکام پر کیا گیا تھا اس لئے بغرض حوالہ اور استفادہ دونوں حکم ذیل میں نقل کئے جاتے ہیں۔

ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ نے ۲۱ مارچ ۸۹ء کو جو حکم جاری کیا اس میں کہا گیا تھا:

"چونکہ مجھ پر واضح اور عیاں کیا گیا ہے کہ ضلع جھنگ کے قادیانی ۲۳ مارچ ۱۹۸۹ء کو قادیانیت کے صد سالہ جشن کی تقریبات منعقد کرنے والے ہیں' جس کے لئے انہوں نے عمارتوں پر چراغاں' مکانوں کی سجاوٹ آرائشی دروازوں کی تیاری' جلوسوں کا اہتمام' جلسوں کے انعقاد' پمفلٹوں کی تقسیم' دیواروں پر پوسٹروں کی چسپائی' مٹھائیوں کی تقسیم' مخصوص کھانوں کا انتظام' بیجوں' جھنڈیوں اور جھنڈوں کی نمائش وغیرہ کا بندوبست کرلیا ہے۔ مسلمانوں کی طرف سے اس پر شدید اعتراضات و احتجاج کا سلسلہ جاری ہے اور اس سے عام لوگوں کے امن و امان اور سکون و اطمینان میں خلل پڑنے کا قوی امکان ہے' جس سے انسانی جان و مال کو خطرہ لاحق ہو سکتا ہے اور چونکہ حکومت پنجاب کے ہوم ڈیپارٹمنٹ نے مورخہ ۲۰ مارچ ۸۹ء ٹیلی فون پر پیغام نمبرے آئی۔ ایچ۔ ایس پی ایل ۸۸ر کے ذریعے ان تقریبات پر پورے پنجاب میں پابندی لگانے کا فیصلہ کیا ہے۔

اور چونکہ مجموعہ تعزیرات پاکستان کی دفعہ ۲۹۸۔ سی میں کہا گیا ہے کہ قادیانی گروپ کا کوئی شخص جو خود کو اعلانیہ یا بصورت مسلمان ظاہر کرے' کہلائے یا اپنا مذہب اسلام بتائے' اپنے مذہب کی دوسروں میں تبلیغ کرے' یا انہیں زبانی یا تحریری طور پر اسے قبول کرنے کی دعوت دے' یا کوئی اور طریقہ' خواہ کوئی بھی ہو' بروئے کار لائے' جس سے مسلمانوں کے مذہبی جذبات مشتعل ہوتے ہوں' وہ موجب تعزیر ہو گا۔

اور چونکہ میری رائے میں نیز حکومت پنجاب کے فیصلہ اور مجموعہ تعزیرات پاکستان کے احکام کا تقاضا بھی یہی ہے کہ فوری روک تھام مناسب ہوگی اور دفعہ ۱۴۴ کے تحت کارروائی کی معقول وجوہ موجود ہیں اور ذیل میں درج کی گئی ہدایات انسانی جان و مال کو لاحق خطرہ نیز امن عامہ۔ اور سکون و اطمینان میں پڑنے والے خلل کی روک تھام کے لئے ضروری ہیں۔ اس لئے اب میں چودھری محمد سلیم ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ جھنگ ضابطہ فوجداری ۱۸۹۸ء کی دفعہ ۱۴۴ کے تحت حاصل شدہ اختیارات کو استعمال کرتے ہوئے ضلع جھنگ میں بسنے والے' قادیانیوں کو مندرجہ ذیل سرگرمیوں سے باز رہنے کی ہدایت کرتا ہوں۔

(i) عمارتوں اور احاطوں پر چراغاں

(ii) آرائشی گیٹ لگانا۔

(iii) جلوس اور جلسوں کا انعقاد۔

(iv) لاؤڈ سپیکر یا میگا فون کا استعمال۔

(v) نعرے بازی۔

(vi) بیجوں' جھنڈوں اور جھنڈیوں کی نمائش۔

(vii) پمفلٹوں کی تقسیم' دیواروں پر پوسٹروں کی چسپائی نیز دیواروں پر اشتہاروں کی لکھائی'

(viii) مٹھائیوں اور اشیائے خورد و نوش کی تقسیم۔

(ix) کوئی اور سرگرمی جو براہ راست یا بالواسطہ طور پر مسلمانوں کے مذہبی جذبات کو مشتعل یا مجروح کرے۔ یہ حکم فوری طور پر نافذ ہوگا اور دو ماہ تک موثر رہے گا۔

اس حکم کی میعاد ختم ہو جانے کے باوجود ہر کام جو کیا جائے' ہر قدم جو اٹھایا جائے' ہر فعل جو انجام دیا جائے' ہر فرض یا ذمہ داری جو عائد کی جائے' تعزیر یا سزا یا زیر التوا تفتیش' تحقیقات یا کارروائی' تفویض کردہ اختیارات سماعت یا اختیارات' درجہ اول کے مجسٹریٹوں کی عدالت میں خلاف ورزی کرنے والوں کے خلاف ہونے والی تازہ کارروائی اور اس حکم کی تنفیذ کے دوران ارتکاب کردہ جرائم پر دی گئی سزا جاری رہے گی یا شروع رہے گی اور یہ تصور کیا جائے گا گویا یہ حکم زائد المیعاد نہیں ہوا۔ اس حکم کی ڈھول بجا کر' سرکاری جریدہ میں شائع کر کے ضلع کی عدالتوں' ایس پی جھنگ' اسسٹنٹ کمشنر' تحصیل دار کے دفاتر' میونسپل اور ٹاؤن کمیٹی نیز ضلع کے تمام تھانوں میں نوٹس بورڈز پر چسپاں کر کے وسیع پیمانہ پر تشہیر کی جائے گی۔

"آج مورخہ ۲۱ مارچ ۱۹۸۹ء کو میرے دستخطوں اور عدالت کی مہر کے ساتھ جاری کیا گیا۔"

۱۶---ریذیڈنٹ مجسٹریٹ ربوہ نے ۲۱ مارچ کو حسب ذیل حکم جاری کیا تھا:

"ابھی ابھی اسسٹنٹ کمشنر چنیوٹ نے بذریعہ ٹیلی فون اطلاع دی ہے کہ نوٹیفکیشن نمبر ۱۴۰۵ مورخہ ۲۱ مارچ ۱۹۸۹ء میں مزید توسیع کر دی گئی ہے اور یہ پابندی تا حکم ثانی جاری رہے گی۔ نیز انہوں نے یہ ہدایت بھی کی ہے کہ ناظر امور عامہ صدر عمومی جماعت احمدیہ ربوہ اور دیگر اکابرین کو اس ضمن میں مطلع کیا جاوے اور انہیں ہدایت کی جائے کہ وہ ہر قسم دروازے' بینرز' چراغاں کے متعلق بجلی کی تاروں' وغیرہ کو اتار دیں اور اس امر کی تسلی کریں کہ دیواروں پر مزید عبارت ہرگز نہ لکھی جاوے۔

مورخہ ۸۹/۳/۲۵

ان احکامات کے اجراء کا' واقعاتی پس منظر یہ تھا کہ صد سالہ جشن کی تقریبات کی بابت اعلان احمدیہ جماعت کی مقامی تنظیم کے عہدیداروں کی طرف سے اخباروں میں کیا جا چکا تھا۔ احمدیوں کے کے بارے میں سال ۱۹۸۹ء کے دوران جو قانونی پوزیشن بتائی گئی' وہ یہ تھی کہ ۱۹۷۴ء کی دستوری ترمیم کے ذریعے انہیں غیر مسلم قرار دیا جا چکا ہے اور اس حقیقت کے باوجود کہ اگرچہ احمدی زبانی طور پر یہ اقرار کرتے ہیں کہ ملک کا دستور دوسرے شہریوں کی طرح ان کے لئے بھی واجب التعمیل ہے۔ تاہم وہ خود کو مسلمان کہلانے' اپنے مذہب کو اسلام ظاہر کرنے اور ان القابات کو جو خالصتاً رسول اکرم' اہل بیت اور صحابہ کرام کے لئے مخصوص ہیں مرزا صاحب اور اس کے خاندان کے افراد کے لئے استعمال پر اصرار کرتے ہیں۔ اس لئے ۱۹۸۴ء میں احمدیوں کو وہ کچھ کہلانے سے' جو کچھ وہ نہیں ہیں۔ باز رکھنے کے لئے آرڈیننس نمبر ۲۰ نافذ کیا گیا۔ کیونکہ انہیں اس امر کی اجازت نہیں دی جا سکتی کہ وہ خود کو مسلمان ظاہر کر کے امت مسلمہ کو دھوکہ دے سکیں۔ آئینی ترمیم پر عملدرآمد کے لئے مخصوص القابات کے استعمال پر پابندی کا حکم بھی جاری کیا گیا تاکہ قادیانی خود کو واضح طور پر یا کنایتہً مسلمان ظاہر نہ کر سکیں۔ مزید برآں مجیب الرحمان (میرا) کے مقدمہ میں وفاقی شرعی عدالت یہ قرار دے چکی ہے کہ "دستور کا آرٹیکل ۲۶۰ (۳) قادیانیوں کو آئین و قانون کی اغراض کے لئے غیر مسلم قرار دیتا ہے۔ آرٹیکل ۲۰ میں پاکستان کے شہریوں کے منجملہ دیگر امور' یہ حق دیا گیا ہے کہ وہ اپنے مذہب کی پیروی اور اس پر عمل کر سکتے ہیں۔ بلاشبہ یہ آرٹیکل آئین کے دیگر مشمولات کے تابع ہے۔ حقیقت میں یہ چیز مسٹر مجیب الرحمان نے خود بھی تسلیم کی تھی۔ اس آرٹیکل کو آرٹیکل ۲۶۰ (۳) کے ساتھ ملا کر پڑھا جائے تو اس سے یہ مطلب نکلتا ہے کہ "قادیانی اس امر کا اقرار کرنے کے مجاز ہیں کہ وہ اللہ کی وحدانیت اور مرزا صاحب کی نبوت پر ایمان رکھتے ہیں۔ تاہم اپنے کو مسلمان یا اپنے دین کو اسلام ظاہر نہیں کر سکتے۔" دستوری فیصلہ اور ۱۹۸۴ء کے آرڈیننس نمبر ۲۰ کے ذریعے پابندی کے نفاذ کی وجوہات مجیب الرحمان میرا کے مقدمہ میں تفصیل سے بیان کی گئی ہیں۔ جن کا خلاصہ حسب ذیل ہے: "مرزا صاحب کی طرف سے ۱۸۹۱ء میں مسیح موعود' مہدی یا نبی یا رسول اکرم کا بروز ہونے کا جو دعویٰ کیا اس نے عامتہ المسلمین علمائے کرام اور ارباب علم و دانش میں ہمیشہ کے لئے یکساں دشمنی' غم و غصہ' ملامت اور انتشار ناراضگی پیدا کر دیا۔"

(سیرۃ مہدی --- جلد اول - ص --- ۹۰ --- ۸۶)
جلد دوم ص --- ۸۷'۹۳'۱۴۴ اور جلد سوم ۴۳

خود اس کی زندگی میں مسلمانوں میں بار بار جنم لینے والے انتہائی اشتعال کی یہ ایک جھلک ہے۔ پاکستان کی تخلیق کے بعد ۱۹۵۳ء میں لاہور میں مارشل لاء کا نفاذ' منیر کمیٹی کی تشکیل اور ۱۹۷۴ء کی دستوری ترمیم سب کے سب مسلمانوں کے زبردست احتجاج' جھنجلاہٹ' کشیدگی اور کراہت و بیزاری کے آئینہ دار ہیں۔ مجموعہ تعزیرات پاکستان کی دفعہ ۲۹۸- سی مسلمانوں کے مذہبی جذبات کو مشتعل کرنے کی ممانعت کرتی ہے اور اس معاملہ میں مسلمانوں کی اس بے چینی' اضطراب اور غم و غصہ کا روشن ثبوت پیش کرتی ہے جسے بالآخر آرڈیننس کے ذریعے ممنوع قرار دیا گیا۔"

مزید برآں رپورٹ کے صفحہ نمبر ۲۰۹ پر کہا گیا ہے:

"قادیانیوں نے امت مسلمہ کے افراد میں بڑی حد تک پنجاب میں تھوڑی بہت کامیابی اس سٹرٹیجی کے تحت حاصل کی کہ خود کو مسلمان اور اپنے مذہب کو اصل اسلام ظاہر کیا اور دوسروں کو یقین دلایا کہ احمد ازم (قادیانیت) کو قبول کرنے کا مطلب اسلام کو ترک کرنا یا اسلام سے کفر کی طرف مراجعت نہیں' انہوں نے لوگوں کو بہکایا کہ اگر وہ بہتر مسلمان بننا چاہتے ہیں تو احمدیت کے سایہ عاطفت میں آجائیں۔ اسی غرض کے لئے حسب معمول انہوں نے تعلیم یافتہ مسلمانوں کی دکھتی رگ یعنی فرقہ بندی سے بیزاری اور علماء کی مذہبی معاملات میں سخت گیری و انتہا پسندی پر ہاتھ رکھا اور انہیں مرزائیت جسے وہ اسلام میں روشن خیالی کی علمبردار کہتے تھے' کی آغوش عافیت کی طرف لانے کی تگ و دو کی۔ ان کی یہ سٹرٹیجی اس گندم نما جو فروش تاجر سے ملتی جلتی تھی جو کسی مشہور و معروف فرم کا نام لے کر اپنا گھٹیا مال فروخت کرتا ہو۔ ان کی حکمت عملی ایک حد تک کامیاب رہی۔ اگر قادیانی یہ بات تسلیم کر لیں کہ ان کی تبلیغ اسلام کے لئے نہیں' ایک دوسرے مذہب کے لئے ہے تو مسلمانوں میں جاہل اور غافل لوگ بھی اپنی متاع ایمان کو بے ایمانی سے بدلنے پر ہرگز آمادہ نہ ہوں۔ اس کے قادیانیت کے گھر میں امیر خود قادیانی بھی اس سے چھٹکارا پانے کی فکر کرنے لگیں۔

دوسری اہم وجہ یہ تھی کہ قادیانیوں نے خود کو مسلمان ظاہر کر کے ہر مسلمان کو جس سے ان کی مڈبھیڑ ہوتی۔ اپنے مذہب کی دعوت دینے کی کوشش کی۔ وہ مرزا صاحب کو نبی کہہ کر ان کے جذبات مجروح کرتے کیونکہ ہر مسلمان رسول اکرم (صلی اللہ علیہ وسلم) کی ختم نبوت پر ایمان رکھتا ہے یہ بات مسلمانوں کے غم و غصہ کو بھڑکانے کا سبب بنتی اور نفرت میں اضافہ کرتی۔ اس سے امن و امان کا مسئلہ پیدا ہوتا۔ مرزا صاحب کے دعویٰ مسیح موعود اور مہدی پر بڑی برہمی و خفگی کا اظہار کیا جاتا۔ یہ محض زبانی دعویٰ نہیں' قادیانیت کی تاریخ بلکہ خود مرزا صاحب کی تصانیف سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ اسے نہ صرف علماء کی طرف سے بلکہ عامتہ المسلمین کی طرف سے بھی زبردست مزاحمت کا سامنا کرنا پڑا۔"

۱۷---اس لئے متنازعہ حکم کو مذکورہ بالا تاریخی و قانونی تناظر میں پرکھنا چاہئے۔ اس رٹ میں جس حق پر بہت زیادہ زور دیا گیا ہے وہ مذہب کی پیروی اور اس پر عمل کرنے کا حق ہے جس کی ضمانت دستور کے آرٹیکل ۲۰ میں دی گئی ہے۔ تاہم یہ حق دستور کے دیگر مشمولات' قانون' مصلحت عامہ اور اخلاق کے تابع ہے۔ سوال یہ ہے کہ آیا احمدیوں کی تقریبات کا انعقاد "مذہب کی پیروی اور اس پر عمل کرنے کے حق" کی تعبیر و توضیح میں آتا ہے یا نہیں؟ آیا قانون ایسی تقریبات کی ممانعت کرتا ہے؟ آیا ایسے حالات موجود ہیں جو امن عامہ قائم رکھنے کے لئے ایسی تقریبات پر پابندی کا تقاضا کرتے ہوں؟ ان سوالات کا

جواب جاننے کے لئے اس طریق کار کو سمجھنا ضروری ہے جس طریقے سے ان تقریبات کا انعقاد عمل میں آنا تھا۔

یہ بات قابل غور ہے کہ رٹ میں جو موقف اختیار کیا گیا وہ یہ تھا: "قادیانی تحریک کی سو سالہ تقریبات کو اعلانیہ طور سے منانا اور پوری صدی کے دوران حاصل ہونے والی کامیابیوں کا تذکرہ کرنا احمدیوں کا آئینی و قانونی حق ہے"۔ جبکہ دلائل کے دوران ان کے وکلاء کا کہنا یہ تھا "اگرچہ عام جلسے کرنا اور مذہبی موضوعات بشمول سیرت نبوی (صلی اللہ علیہ وسلم) جس میں مرزا صاحب کے دعویٰ نبوت کا ذکر یقیناً شامل ہے پر تقاریر کرنا ان کا حق ہے۔ تاہم اس کے لئے نہ تو کوئی پروگرام وضع کیا گیا تھا نہ ہی ایسی تقاریر نشر کرنے کا ارادہ تھا جس سے ملکی قانون کی خلاف ورزی ہوتی۔ "بظاہر یہ موقف تعزیرات پاکستان کی دفعہ ۲۹۵۔اے، ۲۹۸۔بی اور ۲۹۸۔سی کو سامنے رکھتے ہوئے اختیار کیا گیا۔ حالانکہ اس کی تردید جماعت احمدیہ کی طرف سے شائع کردہ ہمفلٹوں، جاری کردہ اشتہارات اور جماعت کے ترجمان روزنامہ "الفضل" میں شائع شدہ رپورٹوں اور خبروں سے ہوتی ہے۔ مسٹر ایس اے رحمان ایڈووکیٹ نے بڑے وثوق سے یہ بات کہی کہ تقریبات کے تحت جلسہ ہائے عام منعقد کرنے کا کوئی پروگرام نہیں تھا۔ نہ کوئی آرائشی گیٹ بنائے گئے تھے جھنڈیوں، بیجوں اور پھریروں کی نمائش کا کوئی ارادہ نہیں تھا جلوس نکالنے کا بھی کوئی منصوبہ زیر غور نہیں تھا۔ جبکہ ۲۶ مارچ ۱۹۸۹ء کے "الفضل" نے اس کے بالکل برعکس کہانی شائع کرکے وصول کا پول کھول دیا۔ "اخبار" نے لکھا تھا۔ "حکومتی احکامات کی تعمیل میں کوئی آرائشی گیٹ نہیں بنایا گیا حالانکہ پچاس سے زائد آرائشی دروازے بنائے جانے تھے۔ نہ کہیں کوئی بینر آویزاں کیا گیا جبکہ سینکڑوں کی تعداد میں بینر لگانے کا منصوبہ تھا۔ ربوہ میں منگائی گئی پولیس نے ۲۲ احمدی نوجوانوں کو گرفتار کرلیا۔ ان میں سے چار کو دفعہ ۱۴۴ کی خلاف ورزی کے الزام میں اور بقیہ ۲۰ کو دفعہ ۲۹۸ سی ت پ نیز دفعہ ۱۴۴ کے خلاف کی مشترکہ خلاف ورزی کے الزام میں پکڑا گیا۔ ان پر الزام ہے کہ انہوں نے بانٹنے چلانے، نعرے لگانے سینوں پر بیج سجانے اور گلوں میں پہنوانا۔ چار لڑکوں پر الزام ہے کہ انہوں نے ایسی ٹی شرٹس پہن رکھی تھیں جن پر

< Hundred Years of Truth >

(سچائی کے سو سال) لکھا ہوا تھا۔ اس جشن کی تیاری کا انتظام اس انداز میں کیا گیا تھا کہ اگر اسے آزادی سے منانے دیا جاتا تو دنیا کی تاریخ میں یہ ایک منفرد جشن ہوتا۔"

۱۸۔۔۔ فاضل ایڈووکیٹ جنرل کے پیش کردہ مواد سے ظاہر ہوتا ہے کہ جماعت احمدیہ نے یہ جشن کھلے بندوں منانے کا منصوبہ بنایا تھا۔ اس سلسلہ میں جو پروگرام بنایا گیا اس میں بانی جماعت اور اس کے رفقاء کی تعلیمات و افکار کا اعلانیہ پرچار اور ایسے بینرز کی نمائش شامل تھی جس پر طرح طرح کے نعرے لکھے ہوئے تھے۔ مثال کے طور پر ایک نعرہ تھا

< Hundred Years of Truth >

(سچائی کے سو برس) یہ عنوان ٹی شرٹس پر بھی لکھا ہوا تھا جو سالگرہ کے لئے بطور خاص سلوائی گئی تھیں۔ بحث کے دوران سائلان کے فاضل وکلاء نے دعویٰ کیا کہ ان تقریبات میں احمدیہ کمیونٹی کے ارکان اور ان کے دوستوں نے خصوصی دعوت ناموں کے ذریعے شریک ہونا تھا۔ واقعاتی لحاظ سے ان کا یہ موقف قرین صداقت نہیں تھا۔ پس ایڈووکیٹ جنرل یہ کہنے میں حق بجانب تھے کہ صوبائی حکومت اور ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ نے امن و امان کے مسئلہ اور نقص امن کے اندیشہ کو اس کے صحیح اتفاقی اور قانونی تناظر میں جانچا اس لئے بعد ازاں بھی متنازعہ حکم کا جائزہ اس تناظر میں لینا ہوگا کہ سالگرہ کی تقریبات پبلک میں منعقد ہونی تھیں جن میں شرکت اراکین جماعت اور ان کے دوستوں تک محدود نہ رہتی بہت سے لوگ اپنی مرضی سے شریک ہوجاتے۔

۱۹۔۔۔ سائلوں کے فاضل وکلاء کی دوسری دلیل یہ تھی کہ نہ تو کوئی پروگرام تیار کیا گیا تھا نہ ہی کسی ایسی تقریر کا ارادہ کیا گیا تھا جس سے ملکی قانون پامال ہوتا۔ ان کے بقول گذشتہ صدی (۱۸۸۹ء تا ۱۹۸۹ء) کے واقعات کو دہرانے بانی جماعت اور اس کے رفقاء کے خیالات و افکار جیسا کہ ان کی تالیفات میں مذکور ہیں۔ اعادہ کرنے سے ملک کے کسی قانون کی پامالی کا خطرہ نہیں تھا۔ ان مقاصد کے لئے منعقد ہونے والے جشن پر پابندی لگانے کا کوئی جواز نہیں تھا۔ اس کے برعکس مسئول الیہان کا کہنا ہے کہ پیش نظر مقاصد حاصل کرنے کے لئے جو پروگرام بنایا گیا تھا اسے عملی جامہ پہنانے سے نہ صرف امن و

امان کا سنگین مسئلہ کھڑا ہو جاتا جیسا کہ حکومت اور ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ نے قیاس کیا۔ بلکہ وہ سب کچھ خلاف اور زیر دفعہ ۲۹۸ سی ت پ ارتکاب جرائم کے مترادف بھی ہوتا۔ اس سلسلہ میں ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کا حکم مورخہ ۸۹۔۳۔۲۲ جسے رٹ میں متنازعہ کہا گیا ہے درست تھا۔

فاضل ایڈووکیٹ جنرل نیز مسئول الیہان کے فاضل وکلاء نے گذارش کی کہ جس قسم کے جلسوں کا اعلان مشتہر کیا گیا تھا وہ بھی مسلمہ مقاصد کے لئے خواہ وہ سو سالہ جشن کی تقریبات کی شکل میں ہوتا یا بصورت دیگر امن عامہ کے لئے سخت خطرناک ثابت ہوتا۔ مزید عرض کیا گیا "اگرچہ یہاں قادیانیت مذہب کی تبلیغ کرنے کے حق پر زیادہ زور نہیں دیا جا رہا بلکہ ایسے جلسے منعقد کرنے کا ذکر ہو رہا ہے جن میں مرزا صاحب کے حالات زندگی اور مقام و منزلت نیز گذشتہ ۱۰۰ سالوں کے دوران حاصل ہونے والی کامرانیوں کا تذکرہ کیا جاتا۔ جس کی غرض و غایت قادیانیت کی تلقین، تبلیغ اور تشہیر پرچار کے سوا کچھ نہ ہوتی۔ اس کے معنے یہ ہوتے کہ ایک طرف خلاف قانون فعل کا ارتکاب عمل میں آتا دوسری طرف مسلمانوں نیز عیسائیوں کے مذہبی جذبات کو ٹھیس پہنچائی جاتی۔ تقریبات کے اس پہلو کو نمایاں کرنے کی غرض سے مرزا صاحب اور اس کے جانشینوں کی تعلیمات و افکار کو درج ذیل عنوانات کے تحت نقل کیا گیا تھا:

۱۔۔۔ مرزا غلام احمد کا دعویٰ نبوت اور فضیلت میں خود رسالت مآب آنحضرت (صلعم) سے سبقت لے جانے کا خبط۔

۲۔۔۔ خداوند تعالیٰ کی شان میں گستاخانہ کلمات۔

۳۔۔۔ حضرت عیسیٰ روح اللہ کے بارے میں غلیظ اور توہین آمیز عبارات۔

۴۔۔۔ اہل بیت اطہار (رضوان اللہ علیہم اجمعین) کی شان میں بے ادبی و گستاخی پر مبنی رسائل۔

۵۔۔۔ امت مسلمہ کو گروہ منافقین اور قادیانیوں سے جداگانہ ملت ظاہر کرنے والی تحریریں نیز مسلمانوں کے مستند علماء کے بارے میں ہذیانات۔

۶۔۔۔ مسلمانوں کے متعلق مرزائیوں کی کتابوں میں مذکورہ متنازعہ فیہ آراء، افکار اور نظریات و تعلیمات جو بحث کے دوران پڑھ کر سنائی گئیں۔ انہیں یہاں درج کرنے سے اجتناب کیا جاتا ہے کیونکہ ان کا نقل کرنا مزید احتجاج و ہنگامہ آرائی کو دعوت دینے کے مترادف ہوگا۔ سائلان کے فاضل وکیل مسٹر مجیب الرحمن لطیف احمد نے موقف اختیار کیا کہ عدالتی کارروائی کو اخبارات میں رپورٹ کرنے سے وہ تاریخیں جن تاریخوں پر مذکورہ موضوعات زیر بحث آئے تھے) احمدیوں کے خلاف نفرت و عداوت کے بھڑکنے کا امکان ہے۔ جبکہ مسٹر مجیب الرحمن ایڈووکیٹ کا استدلال یہ تھا کہ مذکورہ بالا عنوانات کے تحت جو مواد پیش کیا گیا وہ تازہ ترین کتابوں سے اخذ کردہ نہیں ہے پچھلی ایک صدی کے دوران یہ کتابیں بار بار چھپی ہیں۔ اگر وہ مواد پچھلے عرصہ میں اشتعال انگیز نہیں تھا تو سو سالہ جشن کے موقع پر اسے اشتعال انگیز کیوں سمجھا جائے۔ انہوں نے مزید کہا کہ ۱۹۸۳ء تک جماعت احمدیہ کے سالانہ جلسے ربوہ میں منعقد ہوتے رہے، حکومت لوگوں کی سہولت کے لئے سپیشل ٹرینیں چلاتی رہی، کبھی کوئی ناخوشگوار واقعہ پیش نہیں آیا اور قادیانی مذہب کبھی امن عامہ میں خلل کا موجب نہیں بنا تو جشن کی تقریبات منانے سے کون سی قیامت آجاتی۔

ہمارے خیال میں فاضل وکیل کا یہ استدلال قادیانی مذہب اور مرزا صاحب کی نبوت کے خلاف مسلمانوں کے غیظ و غضب اور ان کی شدید مخالفت و مزاحمت سے لاعلمی کا نتیجہ ہے مرزا صاحب نے اپنے مخالفین کے بارے میں جو انتہائی ناشائستہ اور گندی زبان میں تحریریں لکھیں "مشتے از خروارے" کے طور ان سے چند اقتباسات پیش کئے جاتے ہیں۔ یاد رہے کہ مرزا صاحب نے پہلے مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا اور خود کو مسیح موعود کی صورت میں حضرت عیسیٰ کا بدل ثابت کرنے کی کوشش کی۔ کیونکہ اسے معلوم تھا کہ مسیح موعود حضرت عیسیٰ ابن مریم کے سوا کوئی نہیں ہو سکتا۔ چنانچہ اس نے دعویٰ سے کہا: "خدا نے "براہین احمدیہ" (مرزا صاحب کی تالیف جو ان پر نازل ہونے والے الہاموں اور کشفوں پر مشتمل ہے) کی تیسری جلد میں میرا نام مریم رکھا اور دو سال تک مریم کی طرح تنہائی کی حالت میں میری پرورش کی گئی اور میری تربیت زنانہ خلوت میں ہوئی۔ پھر عیسیٰ کی روح مجھ میں پھونک دی گئی بالکل اسی طرح جیسے یہ روح حضرت مریم کے نفس میں پھونکی گئی

تھی۔ اسی طرح مجازی معنوں میں مجھے بھی حاملہ سمجھا گیا اور کئی ماہ کی مدت (جو ۱۰ ماہ سے زیادہ نہیں تھی) کے گزرنے پر براہین احمدیہ کی چوتھی جلد میں شامل الہام کے ذریعے مجھے مریم کے بطن سے جدا کر کے عیسیٰ بنا دیا گیا۔ یوں میں عیسیٰ ابن مریم بنا لیکن اللہ تعالیٰ نے مجھے براہین احمدیہ کے زمانہ نزول کے دوران اس مخفی راز سے مطلع نہیں کیا۔"

(کشتی نوح مشمولہ روحانی خزائن جلد نمبر ۱۹ ص۔۔۔ ۵۰)

۲۱۔۔۔ معاملہ یہیں ختم نہیں ہوتا مرزا صاحب نے اپنی نگارشات میں حضرت عیسیٰ کے متعلق انتہائی توہین آمیز لعنت ملامت پر مبنی اور اشتعال انگیز باتیں لکھی ہیں۔ اگرچہ کسی مستند کتاب میں یہ نہیں لکھا کہ (نعوذ باللہ) حضرت عیسیٰ بد زبان اور فحش گو یا شہوت پرست تھے لیکن مرزا صاحب کے قلم سے اللہ کے اس برگزیدہ، مقدس اور معصوم نبی کے بارے میں ایسے ایسے ناپاک خباثت پر مبنی اور بے ادبی و گستاخی کے حامل جھوٹے کلمات نکلے اور اس نے بار بار روح اللہ پر ایسے گھناؤنے الزام لگائے کہ الامان والحفیظ ان میں سے بعض ذیل میں نقل کئے جاتے ہیں۔ "عیسیٰ میں فحش گوئی کی عادت تھی اور وہ اکثر گندی زبان استعمال کرتے تھے۔" (ضمیمہ انجام آتھم شمولہ روحانی خزائن جلد نمبر ۱۱ ص۔۔۔ ۲۸۹)

"مسیح کے کردار کے بارے میں تمہاری کیا رائے ہے؟ عیسیٰ ایک شرابی ایک پیٹو شخص تھے، نہ وہ کبائر سے پرہیز کرتے تھے نہ ہی حقیقی متقی و پارسا تھے۔ وہ سچائی کے متلاشی بھی نہ تھے۔ حقیقت میں وہ ایک مغرور، انا پرست اور الوہیت کے جھوٹے دعویدار تھے۔" (نور القرآن شمولہ روحانی خزائن جلد نمبر ۹ صفحہ نمبر ۳۸۷)

"الکحل شراب کے استعمال نے اہل یورپ کو جو زبردست اخلاقی و معاشرتی نقصان پہنچایا اس کا بنیادی سبب یہ تھا کہ خود عیسیٰ الکحل استعمال کرتے تھے، شاید کسی بیماری کے باعث یا پرانی عادت کے ہاتھوں مجبور ہو کر۔"

(کشتی نوح۔۔۔ شمولہ روحانی خزائن جلد نمبر ۱۹ ص۔۔۔ ۷۱)

"عیسیٰ خود کو ایک پارسا شخص کے طور پر پیش نہیں کر سکے کیونکہ لوگ جانتے تھے کہ وہ ایک پیٹو اور شرابی شخص تھے۔"

(ست بچن۔۔۔ روحانی خزائن جلد ۱۰ ص۔۔۔ ۲۹۶)

۲۲۔۔۔ مرزا صاحب نے خدا کے اس محبوب نبی کا مذاق اڑانے اور ان کے مقدس نام کی بے حرمتی کرنے میں بائبل کو بھی مات کر دیا۔ مثال کے طور پر اس کی درج ذیل عبارتیں ملاحظہ کیجئے۔

"عیسیٰ میں طوائفوں کے لئے زبردست رغبت و اشتیاق پایا جاتا تھا۔ شاید ان کے ساتھ آبائی تعلق اس کا سبب ہو، ورنہ کوئی پارسا اور نیکوکار شخص کسی نوجوان فاحشہ کو یہ اجازت ہرگز نہیں دے سکتا کہ وہ اپنے ناپاک ہاتھوں سے اس کو مالش کرے اور بدکاری کی کمائی سے خریدی گئی خوشبو (روغن) سے اس کے سر پر مساج کرے اور اپنے بالوں سے اس کے پاؤں کو صاف کرے۔ سمجھدار آدمی خود فیصلہ کر سکتے ہیں کہ وہ کس قسم کے کردار کے حامل تھے۔"

(ضمیمہ انجام آتھم۔ مشمولہ روحانی خزائن۔ جلد نمبر ۱۱ ص۔۔۔ ۲۹۱)

"ایک حسین طوائف ان کے اس قدر قریب بیٹھی ہوتی تھی جیسے ان سے بغل گیر ہو رہی ہو۔ بعض اوقات وہ خوشبودار تیل سے ان کے سر میں مساج کرتی۔ بالوں سے ان کے پیر رگڑتی۔ بعض اوقات اپنی سیاہ زلفیں ان کے قدموں پر ڈال دیتی۔ کبھی ان کی گود میں بیٹھ کر کھیلنے لگتی۔ ایسی صورت میں جناب مسیح ترنگ میں آ جاتے اگر کوئی اعتراض کرے تو اس پر لعن طعن کی جاتی ہے نوجوانی کے بعد بھی وہ شراب کے رسیا اور مجرد ہوتے ہوئے بھی ایک خوبصورت طوائف کو اپنے پاس لٹائے رکھتے تھے اور اپنے ہاتھوں سے اس کے جسم کو چھوتی کیا یہ کسی پارسا شخص کا طرز عمل ہو سکتا ہے؟ اور اس بات کا کیا ثبوت یا شہادت موجود ہے کہ بازاری عورت کے یوں مس کرنے سے عیسیٰ اشتعال میں نہیں آتے ہوں گے۔ افسوس ہے نگاہیں اس عورت کے تن سے پار کرنے کے بعد جنسی تسکین کے لئے انہیں بیوی میسر نہیں تھی۔ اس بدبخت چنچل و شوخ حسینہ کو چھونے کے بعد کیا جانے ان کی کیا حالت ہوتی ہو گی۔ شہوانی جذبات یقیناً مشتعل ہوتے ہوں گے۔ یہی وجہ ہے کہ عیسیٰ اتنی سی بات کہنے کے لئے بھی اپنی زبان کو جنبش نہیں دیتے تھے کہ "۔۔۔

فاحشہ مجھ سے دور ہو جا۔" بائبل سے یہ بات بخوبی ثابت ہے کہ وہ عورت طوائفوں میں سے ایک تھی جو بدکاری و فحاشی کے لئے پورے شہر میں بدنام تھی۔"

(نور القرآن۔ مشمولہ روحانی خزائن۔ جلد نمبر ۹ ص۔۔۔ ۴۴۹)

۲۳۔۔۔ مرزا صاحب کی محولہ بالا روایت کے برعکس بائبل میں یہ داستان اس طرح بیان کی گئی ہے:

"اور فریسیوں میں سے ایک نے اس سے کہا کہ وہ اس کے گھر کھانا کھائے۔ وہ فریسی کے گھر پہنچا اور کھانے پر بیٹھ گیا اور دیکھو! شہر کی ایک عورت کو جو کہ گناہگار تھی جب یہ پتہ چلا کہ عیسیٰ ایک فریسی کے ہاں کھانا کھا رہے ہیں تو وہ سنگ جراحت کے بکس میں روغن لائی اور روتی ہوئی ان کے قدموں میں کھڑی ہو گئی اور ان کے پاؤں کو اپنے آنسوؤں سے دھونے لگی۔ پھر اپنی زلفوں سے ان کے پاؤں صاف کئے۔ انہیں بوسہ دیا اور پاؤں پر روغن سے مساج کرنے لگی۔ جب فریسی نے جس نے اسے ایسا کرنے سے منع کیا تھا۔ یہ منظر دیکھا تو وہ اپنے دل میں سوچنے لگا۔ اگر یہ شخص نبی ہوتا تو اسے معلوم ہونا چاہئے تھا کہ یہ عورت کون ہے اور کیسی ہے جو اسے چھو رہی ہے کیونکہ وہ بدکار ہے۔ (اس کی بات سن کر) عیسیٰ نے جواب میں کہا سائمن مجھے تم سے کچھ کہنا ہے۔ وہ بولا! آقا فرمایئے عیسیٰ نے کہا ایک ساہوکار تھا اس سے دو آدمیوں نے قرض لے رکھا تھا۔ ایک نے ۵۰۰ پنس اور دوسرے نے ۵۰ پنس۔ دونوں قلاش تھے اور ان کے پاس ادائیگی کے لئے کچھ بھی نہ تھا ساہوکار بڑی فراخدلی سے دونوں کا قرض معاف کر دیا۔ تم بتاؤ ان دونوں سے اسے کون زیادہ پیار کرے گا؟ سائمن نے جواب دیا۔ "جس کا زیادہ قرضہ معاف کیا گیا۔ تب عیسیٰ نے کہا تم نے صحیح اندازہ لگایا ہے پھر وہ اسی عورت کی طرف پلٹے اور سائمن سے فرمایا۔ "تم نے اس عورت کو دیکھا ہے؟ میں تمہارے گھر میں داخل ہوا تو تم نے ہاتھ پاؤں، دھونے کے لئے مجھے پانی تک نہیں دیا جبکہ اس نے اپنے بالوں سے میرے پیر صاف کئے، تم تو مجھ سے بغل گیر نہیں ہوتے لیکن یہ عورت، جب سے میں گھر میں داخل ہوا ہوں میرے پاؤں چومنے سے باز نہیں آئی۔ تم نے میرے سر میں سادہ تیل نہیں لگایا جبکہ اس نے خوشبودار روغن سے مالش کی ہے۔ اس لئے میں تم سے کہتا ہوں اس کے گناہ جو زیادہ تھے، معاف کر دیئے گئے ہیں، اس لئے وہ مجھ سے زیادہ پیار کرتی ہے۔ جس کے تھوڑے گناہ معاف کئے گئے ہیں وہ کم محبت کرتا ہے۔" جو لوگ ان کے ساتھ دسترخوان پر بیٹھے تھے "آپس میں کہنے لگے" یہ کون ہے جو گناہ بھی معاف کر دیتا ہے؟" عیسیٰ نے اس عورت سے کہا۔ "تمہارے ایمان نے تمہیں بچا لیا ہے اب تم امن سے رہو۔"

(TheNewTestamentSt.LukeCh.7,36_)50)

پروٹسٹنٹ مذہب کی کتاب مقدس "گوسپل" میں اس روایت کی اس طرح تصدیق کی گئی ہے۔ "پھر میری نے ایک پاؤنڈ سپائکنارڈ (انتہائی قیمتی) روغن لیا اس سے عیسیٰ کے پیروں کی مالش کی ان کے پاؤں اپنے سر کے بالوں سے صاف کئے۔ اس کا گھر روغن کی خوشبو سے مہکنے لگا۔ پھر ان کے حواریوں میں سے ایک سائمن کا بیٹا جوداس اسکریوطا بولا "اسے کس چیز نے گمراہ کر دیا۔ یہ روغن ۳۰۰ پنس میں فروخت کر کے وہ رقم غریبوں میں کیوں نہ بانٹ دی گئی؟" اس لئے نہیں کہ اسے غریبوں کا فکر نہیں بلکہ اس لئے کہ وہ چور رہے۔ "ان کے پاس ایک تھیلا تھا جو خالی تھا" اس میں کیا ڈالا گیا؟" اس پر عیسیٰ بولے "اسے اس کے حال پر چھوڑ دو، میری تدفین کے روز یہ تھیلا اس کے ساتھ ہو گا۔ کیونکہ میں ہمیشہ غریبوں کا ساتھی رہا ہوں، لیکن تم میرے ساتھ نہیں رہے۔"

(TheNewTestamentSt.JohnCh.12,3_8)

اور متی کی انجیل میں یہی واقعہ اس طرح بیان ہوا ہے۔ "آپ یہ کہ عیسیٰ بیتھانی میں سائمن کوڑھی کے گھر میں تھے۔ ان کے پاس ایک خاتون آئی اس کے ہاتھ میں سنگ جراحت کا ایک بکس تھا جس میں انتہائی مہنگا روغن تھا۔ اس نے وہ روغن اس کے سر میں ڈالا "اور وہ دسترخوان پر بیٹھ گئے، جب ان کے حواریوں نے یہ منظر دیکھا تو وہ بڑے برہم ہوئے اور کہنے لگے۔ "اس ضیاع کا کیا مقصد ہے؟ کیونکہ یہ روغن خاصی قیمت پر فروخت ہو سکتا تھا اور وہ رقم مفلسوں میں بانٹی جا سکتی تھی عیسیٰ ان کا مطلب سمجھ گئے اور بولے، "اے خاتون تو نے اتنی تکلیف کیوں کی؟ تو نے میرے ساتھ نیکی کی ہے لیکن میں ہمیشہ تیرے پاس نہیں رہوں گا۔ چونکہ تو نے میرے سر میں تیل ڈالا ہے، یہ تو نے میری تدفین

والے دن کے لئے کیا ہے۔ یقیناً میں تم سے کہتا ہوں 'میری یہ عقیدت مندی جہاں کہیں بھی ہوگی دنیا بھر میں اس کا چرچا کرے گی۔ میں بھی یہی کہوں گا کہ اس عورت نے ایسا کیا تھا۔ پھر عیسیٰ نے اس عورت کی یادگار کے بارے میں انکشاف کیا۔

(TheNewTreatmentSt.Mathew.Ch.26_6_13)

۲۴-- اس مسخ شدہ روایت کا وقت نظر سے مطالعہ کیا جائے تو اس میں بہت سی دریدہ تعریضات اور جھوٹے الزامات شامل ہیں۔ مثال کے طور پر:

گویا وہ ان سے بغل گیر ہو رہی تھی.........

وہ ان کی آغوش میں کھیل رہی تھی.........

جناب عیسیٰ کسی ترنگ میں بیٹھے ہوئے تھے.........

ایک حسین طوائف ان کے سامنے لیٹی ہوتی ہے..... ان کے بدن کو مس کر رہی ہے عیسیٰ شہوانی اشتغال میں ہوتے تھے وغیرہ وغیرہ۔

ان لغویات و خرافات کا اضافہ اس خیال سے کیا گیا ہے تاکہ عیسیٰ علیہ السلام کو بدنام کیا جائے۔ حالانکہ تعصب پر مبنی بائبل میں شامل ایسی حکایتوں میں بھی حضرت عیسیٰ روح اللہ کو اس رنگ میں کہیں پیش نہیں کیا گیا۔ اصل کہانی یوں ہے کہ کوئی بدکار عورت چیختی چلاتی ہوئی حضرت عیسیٰ کی خدمت میں حاضر ہوئی تاکہ اسے اس کے گناہوں کی معافی مل جائے اور حضرت عیسیٰ نے اسے بشارت دی تھی کہ "تمہارے گناہ معاف کر دیئے گئے ہیں۔"

۲۵-- اسی پر بس نہیں مرزا صاحب نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تعلیمات کو بھی نشانہ تحقیر و تضحیک بنایا ہے۔ مرزا غلام احمد قادیانی کا محولہ بالا اسلوب بیان اور نقطہ نظر قرآن حکیم میں مذکور حضرت عیسیٰ کے مقام و مرتبہ اور ان کی شان و منزلت کے بالکل الٹ ہے۔ پورا قرآن (مسلمانوں کی مقدس کتاب) کسی ایسے بیان سے قطعاً پاک ہے جو حضرت عیسیٰ کو کسی بھی طور منفی انداز میں پیش کرے یا ان کی تنقیص کا پہلو نکلتا ہو۔ اس کے برعکس سارا قرآن ان کی تعریف و توصیف میں رطب اللسان ہے اور انہیں اللہ کے پانچ جلیل القدر اور اولوالعزم پیغمبروں میں شمار کرتا ہے۔ سورۃ آل عمران کی یہ آیت ملاحظہ فرمایئے:

"(اے نبی) کہو کہ ہم اللہ کو مانتے ہیں' اس تعلیم کو مانتے ہیں جو ہم پر نازل کی گئی ہے' ان تعلیمات کو بھی مانتے ہیں جو ہم پر نازل کی گئی ہے ان تعلیمات کو بھی مانتے ہیں جو حضرت ابراہیم' اسماعیل' اسحاق' یعقوب اور اولاد یعقوب پر نازل ہوئی تھیں اور ان ہدایات پر بھی ایمان رکھتے ہیں جو موسیٰ' عیسیٰ اور دوسرے پیغمبروں کو ان کے رب کی طرف سے دی گئیں۔ ہم ان کے درمیان فرق نہیں کرتے اور ہم اللہ کے تابع فرمان (مسلم) ہیں۔"

(آل عمران-----۸۴)

قرآن حکیم حضرت عیسیٰ ان کی والدہ ماجدہ اور ان کے خاندان کی شان میں یوں مدح سرا ہے۔

"اللہ نے آدم اور نوح اور آل ابراہیم اور آل عمران کو تمام دنیا والوں پر ترجیح دے کر (اپنی) رسالت کے لئے منتخب کر لیا تھا۔ یہ سب ایک ہی سلسلہ کے لوگ تھے جو ایک دوسرے کی نسل سے پیدا ہوئے تھے' اللہ سب کچھ سنتا اور جانتا ہے۔"

(وہ اس وقت سن رہا تھا) جب عمران کی عورت اس سے کہہ رہی تھی۔ "اے میرے پروردگار میں اس بچے کو جو میرے پیٹ میں ہے تیری نذر کرتی ہوں۔ وہ تیرے ہی کام کے لئے وقف ہوگا۔ میری اس پیشکش کو قبول فرمالے تو سننے والا اور جاننے والا ہے۔"

پھر جب اس کے ہاں اس بچی نے جنم لیا تو اس نے کہا "میرے مالک! میرے ہاں تو بچی پیدا ہو گئی ہے" حالانکہ جو کچھ اس نے جنا تھا' اللہ کو اس کی خبر تھی' اور لڑکا لڑکی کی طرح نہیں ہوتا۔ خیر میں نے اس کا نام مریم رکھ دیا ہے اور میں اسے اور اس کی آئندہ نسل کو شیطان مردود کے شر سے تیری پناہ میں دیتی ہوں۔"

آخرکار اس کے رب نے اس لڑکی کو بخوشی قبول کر لیا' اسے بڑی اچھی لڑکی بنا کر اٹھایا اور زکریا کو اس کا سرپرست بنا دیا۔ زکریا جب بھی محراب میں اس کے پاس جاتا تو وہاں کچھ نہ کچھ کھانے پینے کا سامان پاتا۔ پوچھتا مریم یہ تیرے پاس کہاں سے آیا ہے؟ وہ جواب دیتی' اللہ کے ہاں سے اللہ جسے چاہتا ہے بے حد و حساب رزق دیتا ہے۔"

(آل عمران...)

اس سے آگے ارشاد ہوتا ہے:

اور یاد کرو) پھر وہ وقت آیا جب فرشتوں نے آکر مریم سے کہا۔ "اے مریم! اللہ نے تجھے برگزیدہ کیا اور پاکیزگی عطا کی اور تجھے تمام دنیا کی عورتوں پر ترجیح دے کر اپنی خدمت کے لئے چن لیا ہے۔ اے مریم! اپنے رب کی تابع فرمان بن کر رہ' اس کے آگے سر بسجود ہو اور رکوع کرنے والے بندے اس کے حضور جھکنے والے ہیں ان کے ساتھ تو بھی جھک جا۔"

(آل عمران-----۴۳---۴۲)

قرآن نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بن باپ ولادت کو بھی بہ عظمت و توقیر انداز میں بیان کیا ہے۔ چنانچہ اسی سورہ میں ذرا آگے چل کر فرمایا گیا ہے:

"اور (یاد کرو) جب فرشتوں نے کہا" اے مریم! اللہ تجھے اپنے ایک فرمان کی بشارت دیتا ہے۔ اس کا نام مسیح (عیسیٰ ابن مریم) ہوگا۔ وہ دنیا و آخرت میں معزز ہوگا۔ اللہ کے مقرب بندوں میں شمار کیا جائے گا۔

(وہ) لوگوں سے گہوارہ میں بھی کلام کرے گا اور بڑی عمر کو پہنچ کر بھی اور وہ ایک مرد صالح ہوگا۔"

(آل عمران-----۴۷---۴۵)

اسی طرح سورہ مریم میں جناب روح اللہ کی پیدائش کے واقعہ کو اس دل نشیں انداز میں بیان کیا گیا ہے:

"اور (اے نبی) اس کتاب میں مریم کا حال بیان کرو' جبکہ وہ اپنے لوگوں سے الگ ہو کر مشرقی جانب گوشہ نشین ہو گئی تھی اور پردہ ڈال کر ان سے چھپ بیٹھی تھی اس میں ہم نے اس کے پاس اپنی روح (فرشتہ) کو بھیجا اور وہ اس کے سامنے ایک پورے انسان کی شکل میں نمودار ہو گیا' مریم یکایک بول اٹھی کہ "اگر تو کوئی خدا ترس آدمی ہے تو میں تجھ سے خدائے رحمان کی پناہ مانگتی ہوں۔" اس نے کہا" میں تیرے رب کا فرستادہ ہوں اور اس لئے بھیجا گیا ہوں کہ تجھے ایک پاکیزہ لڑکا دوں' مریم بولی میرے ہاں لڑکا کیسے ہوگا جبکہ مجھے کسی بشر نے چھوا تک نہیں ہے اور میں کوئی بدکار عورت نہیں ہوں۔" فرشتے نے کہا ایسا ہی ہوگا تیرا رب فرماتا ہے کہ ایسا کرنا میرے لئے بہت آسان ہے اور ہم یہ اس لئے کریں گے کہ اس لڑکے کو لوگوں کے لئے ایک نشانی بنائیں اور اپنی طرف سے ایک رحمت' اور یہ کام ہو کر رہے گا۔

مریم کو اس بچے کا حمل رہ گیا اور وہ اس حمل کو لئے ہوئے ایک دور کے مقام پر چلی گئی۔ پھر زچگی کی تکلیف نے اسے ایک درخت کے نیچے پہنچا دیا۔ وہ کہنے لگی۔ "کاش میں اس سے پہلے ہی مر جاتی اور میرا نام و نشان نہ رہتا۔" فرشتے نے پائنتی سے اس کو پکار کر کہا۔ "غم نہ کر تیرے رب نے تیرے نیچے ایک چشمہ رواں کر دیا ہے اور تو ذرا اس درخت کے تنے کو ہلا تیرے اوپر تر و تازہ کھجوریں ٹپک پڑیں گی' پس تو کھا اور پی اور اپنی آنکھیں ٹھنڈی کر' پھر اگر تجھے کوئی آدمی نظر آئے تو اس سے کہہ دے کہ میں نے رحمان کے لئے روزہ کی نذر مانی ہے' اس لئے میں آج کسی سے نہیں بولوں گی۔"

پھر وہ اس بچے کو لئے ہوئے اپنی قوم میں آئی۔ لوگ کہنے لگے اے مریم یہ تو تو نے بڑا پاپ کر ڈالا ہے' اے ہارون کی بہن نہ تیرا باپ کوئی برا آدمی تھا اور نہ تیری ماں ہی کوئی بدکار عورت تھی۔ "مریم نے بچے کی طرف اشارہ کر دیا۔ لوگوں نے کہا" ہم اس سے کیا بات کریں' جو گہوارہ میں پڑا ہوا ایک بچہ ہے۔" (اس پر) بچہ بول اٹھا "میں اللہ کا بندہ ہوں' اس نے مجھے کتاب دی اور نبی بنایا اور بابرکت کیا' جہاں بھی میں رہوں اور نماز اور زکوٰۃ کی پابندی کا حکم دیا جب تک میں زندہ رہوں' اور اپنی والدہ کا حق ادا کرنے والا بنایا اور مجھ کو جبار اور شقی نہیں بنایا سلام ہے مجھ پر جبکہ میں پیدا ہوا' اور جبکہ میں مروں اور جبکہ میں زندہ کر کے اٹھایا جاؤں۔"

(مریم---۳۲---۱۶)

۲۶-- علاوہ بریں مسلمانوں کو دوسرے مذاہب کے قائدین یا لوگوں کی تحقیر و تضحیک کرنے سے منع فرمایا گیا ہے تاکہ دوسروں کو ان کے سرداروں کی توہین و تذلیل کرنے کا موقع نہ مل سکے۔ یہ درست ہے کہ مسلمان اور عیسائی علماء کے مابین بعض پہلوؤں پر

دیانتدارانہ اختلافات موجود ہیں۔ تاہم یہ اختلافات ایک دوسرے کے مذہب یا پیغمبر کی تنقیص و بے حرمتی کی بنیاد یا جواز نہیں بن سکتے۔ رسول اکرمؐ سے مروی ہے ابو ہریرہ کہتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: "دنیا و آخرت میں مجھے عیسیٰ سے زیادہ قربت ہے۔ کیونکہ تمام انبیاء آپس میں بھائی بھائی ہیں یعنی گو سب کی مائیں مختلف ہیں لیکن دین سب کا ایک ہے۔"

(صحیح مسلم --- کتاب الفضائل)

اردو ترجمہ رئیس احمد جعفری جلد دوم ص --- ۳۸۰

۲۷ --- مرزا صاحب کی یہی تحریریں اور افکار و خیالات تھے جن کی بناء پر مسلمانوں نیز عیسائیوں نے ان کے دعویٰ نبوت اور مسیح موعود ہونے کے ادعا کی مخالفت کی خود مرزا صاحب کی زندگی میں 'پھر اس کی وفات کے بعد اور قیام پاکستان کے بعد بھی ایسے واقعات ظہور پذیر ہوئے جب عوامی احتجاج ۱۹۵۳ء میں لاہور میں مارشل لاء کے نفاذ کا سبب بنا اور ۱۹۷۴ء میں ربوہ ریلوے سٹیشن پر کھڑی ایک ٹرین پر مرزائیوں کے حملے کے نتیجے میں ملک گیر ہنگامے پھوٹ پڑے۔ مرزا غلام احمد نے اپنی کتاب "ازالہ اوہام" میں اپنے خلاف مسلمانوں کے عمومی غم و غصہ کا ذکر اس طرح کیا ہے: "یہ میرا دعویٰ ہے جس پر لوگ (غیر احمد مسلمان) میرے ساتھ جھگڑتے ہیں اور مجھے مرتد کہتے ہیں۔ انہوں نے بڑا شور مچایا اور اس آدمی کی قدر نہ جانی جس پر اللہ کی طرف سے الہام ہوتا ہے۔ انہوں نے مجھے غدار' جھوٹا' مکار اور مرتد کہا اگر انہیں حکمرانوں کے تیر و تفنگ کا ڈر نہ ہوتا تو مجھے کبھی کا جان سے مار ڈالتے۔"

ان نگارشات کی اشتعال انگیز نوعیت ختم نہیں ہوئی کیونکہ بعض دوسری عبارتوں میں مرزا صاحب کے ایسے خیالات شامل ہیں جو امت مسلمہ کے افکار و خیالات کے عین مطابق ہیں۔ مسٹر مجیب الرحمن کا ایسی تحریروں پر بھروسہ کرنا مناسب ہے' اسے ظاہر کرنے کے لئے صرف ایک خاص مثال نقل کی جاتی ہے اور اس کا تجزیہ کیا جاتا ہے جو سائلان کے فاضل وکلاء کے اس موقف کی تردید کرتی ہے کہ تاریخ کو دہرانا اور مخصوص خیالات کا اعادہ زیر دفعہ ۲۹۸ سی ارتکاب جرم کے مترادف نہیں۔

۲۸ --- نوجوانوں کی ٹی شرٹس یا بینر یا آرائشی گیٹوں پر لکھے ہوئے نعرہ "سچائی کے سو سال" کو لیجئے اس سے کیا سمجھانا اور ذہن نشین کرانا مقصود ہے؟ احمدیہ جماعت کی صد سالہ تقریبات کے پس منظر میں اس نعرہ پر غور کیا جائے تو اس سے یہ پیغام پہنچانا مطلوب ہے کہ مرزا غلام احمد نے نبوت کا جو دعویٰ کیا وہ درست ہے' مرزائیوں کا یہ عقیدہ کہ اصل میں امت مسلمہ انہی پر مشتمل ہے' درست ہے' دوسرے لوگ جو مرزا غلام احمد کو نبی یا مسیح موعود نہیں مانتے وہ رافضی و بدعتی ہیں۔ تم ہماری اکثریت والے دستوری فیصلہ آجانے کے باوجود رافضی ہو۔" فاضل ایڈووکیٹ جنرل نے بجا طور پر کہا کہ اگر یہ پابندی کا حکم جاری نہ کیا جاتا تو اس قسم کی اشتعال انگیزی امن و امان کی سنگین صورت حال پیدا کر دیتی۔ ان کا یہ کہنا بھی درست ہے کہ ممنوعہ افعال کو انفرادی طور پر لیا جائے تو وہ قابل نفرت و مکروہ' دلآزاری کرنے والے اور ضرر رساں نہیں لگتے۔ مثلاً آرائشی دروازے لگانا' جھنڈے لہرانا' عمارت پر چراغاں کرنا' غریبوں اور محتاجوں کو کھانا کھلانا' یا کسی شخص کا نئے کپڑے زیب تن کرنا نہ ہی وہ دوسروں کے لئے موجب تکلیف و باعث آزار بنتا ہے۔ ان افعال کو کئے گئے اعلانات' مطلوبہ مقاصد ان سے جو پیغام پہنچانا مقصود ہے اور ان کے نتیجہ میں پیدا ہونے والے رد عمل کے پس منظر میں دیکھنا چاہئے۔ ان افعال کو تاریخی تناظر میں لیا جائے تو ایک اقلیتی جماعت کی طرف سے انہیں خالی از خطر اور بے ضرر قرار نہیں دیا جا سکتا جو اپنے ماضی کی یاد منانا اور اپنے بانی و موسس نیز قائدین کی مدح و ثنا کرنا چاہتی ہو۔ بہرحال اس طرح کے اعلانیہ اظہار و اعلانات کسی خاص مذہب کی پیروی کرنے اور اس پر عمل کرنے کے حق کے ذیل میں کیسے آسکتے ہیں؟ یہ استدلال کہ ان افعال کی انجام دہی قانوناً جائز ہے اس لئے جائز کاموں کی انجام دہی پر زیر دفعہ ۱۴۴ ض ف' محض اس لئے پابندی عائد نہیں کی جاسکتی کہ ایک شخص کی طرف سے کسی کام کو قانون کے مطابق کرنا دوسرے کی طرف سے خلاف قانون کام کرنے کا سبب بن جائے اور یہ کہ احتیاطی تدابیر ایسے شخص یا مجموعہ اشخاص کے خلاف عمل میں لائی جاتی ہیں جن کی طرف سے خلاف قانون کام کئے جانے کا اندیشہ ہو' اس کا جائزہ لینا ضروری ہے۔

۲۹ --- سائلان کے فاضل وکلاء نے مذکورہ بالا دلائل پیش کرتے ہوئے فرض کر لیا کہ یہ افعال جن کے کرنے پر پابندی لگائی گئی یا سالگرہ کی تقریبات جیسا کہ ان کے انعقاد کا منصوبہ بنایا گیا' بے ضرر' غیر دلآزار' غیر مضر بلکہ قانوناً" جائز تھے' یہ مفروضہ درست نہیں۔ یہ فرض کر لینا کہ کسی قسم کی نفرت و بیزاری پیدا نہ کرنے یا مزاحمت اور بے چینی و اضطراب کو نہ بھڑکانے کا پختہ عزم کر لیا گیا تھا اس کے باوجود یہ رد عمل کہ ان تقریبات کا صحیح طور سے ادراک کر لیا گیا تھا۔ مفاد عامہ کے تحت زیر اعتراض احکام کے جاری کرنے کا معقول جواز فراہم کرتا ہے۔ فاضل وکلاء نے جس اصول پر انحصار کیا' وہ بیٹی بنام گلبا نس (1882 .Q. B.D.308) میں طے پایا تھا۔ اس کے حقائق یہ تھے کہ کتی فوج (Salvation Army) کے ممبران گلیوں میں سے مارچ کرتے ہوئے گزرنے پر مصر تھے جبکہ اسامی فوج اس کے زبردست خلاف تھی اور مجسٹریٹ نے بھی یہ حکم جاری کر دیا تھا کہ انہیں گلیوں میں سے نہیں گزرنا چاہئے۔ ڈویژنل کورٹ نے قرار دیا کہ کسی شخص کو ایسا فعل قانون کے مطابق کرنے پر سزا نہیں دی جاسکتی خواہ اسے معلوم ہو کہ اس کا ویسا کرنا دوسرے شخص کو خلاف قانون کام کے انجام دینے پر اکسانے کا سبب بن سکتا ہے' بجزانہ موافقہ کی تقسیم میں یہ فیصلہ صحیح لگتا ہے' تاہم کسی مقدمہ میں اس کی پیروی نہیں کی گئی۔ پولیس کے رواجی اختیارات کے استعمال سے متعلق مقدمات میں' جو امن عامہ کے قیام سے تعلق رکھتے ہوں' اس اصول کے اطلاق میں رد و بدل کیا گیا ہے۔ چنانچہ عشفرین بنام کونر (1864_17. IR.CLR.I)

جس میں ایک پولیس مین کے خلاف مار پیٹ کی شکایت کی گئی تھی۔ آئرلینڈ کی عدالت نے قرار دیا کہ کانسٹیبل مدعی کے کپڑوں پر سے نارنجی سوسن کے پھول کو ہٹانے کا مجاز تھا کیونکہ ایک ہجوم کے درمیان نقص امن کو روکنے کے لئے ایسا کرنا ضروری ہو گیا تھا وہاں اس علامت نے تنازعہ پیدا کر دیا تھا۔ (دیکھئے ڈی ایل پولسن کی کتاب)

Cases And Materials In Const. And Admn. Law

کا صفحہ نمبر ۱۹۳ اسی طرح او کیلے بنام ہاروے میں ایک مجسٹریٹ کو ایک قانونی جلسہ کو منتشر کرنے کا مجاز ٹھہرایا گیا کیونکہ وہ یہ فرض کرنے کی کافی وجوہ رکھتا تھا کہ جلسہ کے مخالفین آئرستان کی سیاسی انجمن کے لوگ تشدد اور طاقت سے کام لیں گے اور امن کی بحالی کا کوئی دوسرا راستہ نہیں تھا۔ (دیکھئے ولسن کیسز ص ۱۹۵) یہاں ضمناً" یہ ذکر کرنا مناسب ہو گا کہ قادیانیوں کی طرف سے ایسے جھنڈوں کی نمائش جن پر کلمہ طیبہ کڑھا ہوا یا لکھا ہوا ہو' زیر عمل ہیں۔ ایسی صورتوں میں بھی جہاں الفاظ یا طرز عمل اشتعال انگیز یا توہین آمیز ہو' قیام امن و امان کے لئے پولیس کی طاقت استعمال کی جاسکتی ہے۔ وائز بنام ڈننگ (B_167 .I.K_1902) کا حوالہ بھی دیا جا سکتا ہے۔ اس نالش میں ایک پروٹسٹنٹ مبلغ کو اس کی طرف سے رومن کیتھولک مذہب پر بار بار حملوں کے بعد لیورپول کے علاقہ میں قیام امن کا ذمہ دار ٹھہرایا گیا تھا اور امن میں خلل پڑ گیا تھا قرار دیا گیا کہ حقائق کی رو سے مجسٹریٹ اس امر کا مجاز تھا کہ کیتھولکوں کی طرف سے معاندانہ جواب کو وائز کے توہین آمیز رویہ کے قدرتی نتیجہ پر محمول کرتا۔

۳۰ --- اب ہم اس سوال کا جائزہ لیتے ہیں کہ آیا کلمہ طیبہ والے بیجز کی نمائش توہین آمیز اور دلآزار ہے یا نہیں۔ فاضل ایڈووکیٹ جنرل اور مسئول الیہان کے فاضل وکلاء کے مطابق "محمد" "رسول اللہ" کے الفاظ سے قادیانی مرزا غلام احمد مراد لیتے ہیں اور اس کی طرف نسبت کرتے ہیں کیونکہ مرزا صاحب نے اپنے "محمد رسول اللہ" ہونے کا دعویٰ بھی کیا اور اس کے پیروکار اسے ایسا ہی مانتے ہیں۔ انہوں عرض کیا کہ جب قادیانی جھنڈے لہراتے ہیں یا اپنے سینوں پر بیج سجاتے ہیں تو وہ رسول اکرمؐ کے مقدس نام کی بے حرمتی کرتے ہیں۔ اپنے اس ادعا کی حمایت میں "کلمۃ الفصل" "مصنفہ بشیر الدین محمود مرزا" کی کتابوں کے حوالے پیش کئے جس میں لکھا ہے کہ:

"پس مسیح موعود خود محمد رسول اللہ ہیں جو اشاعت اسلام کے لئے دوبارہ دنیا میں تشریف لائے اس لئے ہم کو کسی نئے کلمہ کی ضرورت نہیں۔ ہاں اگر محمد رسول اللہ کی جگہ کوئی اور آتا تو ضرورت پڑتی۔" "ایک غلطی کا ازالہ" نامی کتاب کا حوالہ بھی دیا گیا جس کے صفحات ۴' ۵' ۷' ۱۰ اور ۱۱ پر درج ذیل عبارتیں موجود ہیں:

ص --- ۴ "اس وحی الٰہی میں میرا نام محمد رکھا گیا اور رسول بھی

ص --- ۵ اس کے معنے یہ ہیں کہ محمد کی نبوت آخر محمد ہی کو ملی۔ غرض میری نبوت و رسالت باعتبار محمد اور احمد ہونے کے ہے'

ص--۷ کیونکہ یہ محمد ثانی اسی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تصویر اور اسی کا نام ہے۔
ص--۸ چونکہ میں ظلی طور پر محمد ہوں صلی اللہ علیہ وسلم... یعنی میں جبکہ بروزی طور پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہوں اور اسی بناء پر خدا نے بار بار میرا نام نبی اللہ اور رسول اللہ رکھا۔ اس لحاظ سے میرا نام محمد اور احمد ہوا پس نبوت و رسالت کسی دوسرے کے پاس نہیں گئی۔ محمد کی چیز محمد کے پاس ہی رہی 'علیہ الصلوۃ والسلام۔"

مسئول الیہان کے فاضل وکیل نے اعتراض اٹھاتے ہوئے کہا کہ مذکورہ بالا مفہوم اور عقیدہ کے ساتھ کلمہ طیبہ والے جھنڈوں کا لہرانا یا بیجوں کا لگانا تعزیرات پاکستان کی دفعہ ۲۹۸۔ سی کے تحت جرم کے مترادف ہے۔

۳۱--اس مرحلہ پر سائل مرزا خورشید احمد کی طرف سے داخل کردہ بیان حلفی کا حوالہ دینا مناسب ہوگا اس کے پیراگراف نمبر ۴ '۵ میں کہا گیا ہے:

"۴--یہ کہ اقرار کنندہ صدق دل سے اقرار کرتا ہے کہ جب وہ کلمہ طیبہ پڑھتا ہے تو "محمد رسول اللہ" کے الفاظ سے غیر مشروط پر مراد حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم مراد لیتا ہے۔

۵--یہ کہ اقرار کنندہ صدق دل کے ساتھ اس الزام کی تردید کرتا ہے کہ الفاظ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سے وہ مرزا غلام احمد مراد لیتا ہے۔ ایسا الزام جھوٹا' غلط اور بے خبری پر مبنی ہے۔ اقرار کنندہ صدق دل سے ایسے کنایہ کی تردید کرتا ہے جو اس کے اور تمام احمدیوں کے عقائد کے برعکس ہو۔"

حلفیہ بیان میں اختیار کردہ مذکورہ بالا موقف کے پیش نظر مسٹر مجیب الرحمان سے مرزا غلام احمد قادیانی کی حیثیت و مرتبہ اور ان تحریروں کے بارے میں جن میں اس نے نبوت کا دعویٰ کیا تھا۔ مرزا خورشید احمد اور احمدیہ جماعت کے دیگر ممبران کے عقیدہ کی بابت پوچھا گیا نیز دریافت کیا گیا آیا جب کوئی شخص قادیانی مذہب اختیار کرتا ہے تو اسے محض کلمہ طیبہ پڑھنا پڑتا ہے یا کچھ اور چیز بھی پڑھنی 'قبول کرنی اور اس پر ایمان لانا ہوتا ہے؟ جواب دیا گیا کہ قادیانی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی قطعی اور آخری نبوت پر ایمان نہیں رکھتے' ان کا عقیدہ یہ ہے کہ مرزا غلام احمد مہدی' اور مسیح موعود تھے۔ مزید کہا گیا فریق مخالف نے جس چیز پر اعتماد کیا ہے بانی جماعت احمدیہ اپنی کتابوں "ازالہ اوہام" ص ۷۷--۱۷۹ "کشتی نوح" روحانی خزائن جلد نمبر ۷ ص--۶۷ جلد نمبر ۸ ص--۲۵۲ نیز جلد نمبر ۱۳' ص--۳۲۳ اور روحانی خزائن کی جلد نمبر ۲۳ ص--۴۵۹ میں شامل "پیغام صلح" میں اس کی مکمل وضاحت کر چکے ہیں۔ مسٹر مجیب الرحمان کے بقول مرزا غلام احمد نے محولہ بالا پیغام اپنی وفات سے ایک روز پیشتر یعنی ۲۵ مئی ۱۹۰۸ء کو لکھا تھا۔ انہوں نے کہا کہ "ایک غلطی کا ازالہ" "آئینہ کمالات" اور "تبلیغ رسالت" میں جو کچھ لکھا گیا ہے اسے "ظل" اور "بروز" کے تصور کے تحت سمجھنے کی ضرورت ہے جو کہ روحانی مشابہت و مماثلت اور معرفت کا تصور ہے اور اس سے مراد ایک شخص کا مکمل طور پر دوسرے کے ماتحت و تابع ہونا ہے۔ اس تصور کے ساتھ کسی بھی لحاظ سے دوبارہ جسمانی ظہور اور دوبارہ حلول کا نظریہ وابستہ نہیں۔

۳۲--سب سے اہم بات جسے مسٹر مجیب الرحمان نے بڑی آسانی سے نظر انداز کر دیا اور اس کی تردید نہیں کی وہ یہ تھی کہ جو کوئی قادیانیت میں داخل ہوتا ہے اسے یہ ماننا پڑتا ہے کہ مرزا غلام احمد کی نبوت حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی موروثی نبوت ہے یہ کہ مرزا غلام احمد آنحضرت صلعم کا صحیح ظل یا بروز ہے۔ اس بات سے بھی انکار نہیں کیا کہ قادیانیت اختیار کرتے وقت جس فارم پر دستخط کرنا ہوتے ہیں 'اس میں مرزا غلام احمد کو نبی اور مسیح موعود مہدی ماننا پڑتا ہے۔ فارم میں استعمال کردہ الفاظ منجملہ دیگر امور 'حسب ذیل ہیں۔

"آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین یقین کروں گا/کروں گی اور حضرت مسیح موعود کے سب دعاوی پر ایمان رکھوں گا/رکھوں گی۔" مسلمانوں نے رسول اکرمؐ کے بعد ہر زمانہ میں وقتاً فوقتاً نبوت کے جھوٹے دعویداروں کو مسترد کیا ہے۔ مرزا صاحب کے دعویٰ نبوت کو بھی مسلمانوں کے تمام فرقوں نے جھٹلایا ہے' جہاں تک مرزا غلام احمد کے دعویٰ نبوت کا تعلق ہے اس پر مجیب الرحمان (سپرا) کے مقدمہ میں بڑی شرح و بسط سے بحث ہو چکی ہے۔ جس میں اس رائے کا اظہار کیا گیا تھا۔

یہ بات قابل غور ہے کہ اس قول کے نتائج کہ مرزا صاحب بذات خود محمد اور احمد تھے (یہ دونوں ہی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے نام ہیں) خاصے دور رس نکلتے ہیں مرزا صاحب کے خلفاء: رسول اکرمؐ کے خلفاء بن گئے۔ مسلمان جو کلمہ پڑھتے ہیں اس کے معنے ہیں۔ "اللہ کے سوا کوئی اللہ نہیں اور حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اس کے رسول ہیں۔" "مرزا صاحب کو محمد مان لیا جائے تو جب بھی اور جہاں بھی لفظ محمد پڑھا یا ادا کیا جائے گا' اس سے مراد مرزا صاحب ہی ہوں گے۔"

۳۳--سائلان کے فاضل وکلاء کا یہ موقف کہ ظل اور "بروز" کے تصور سے کسی طور بھی دوبارہ جسمانی ظہور یا حلول کا تصور وابستہ نہیں' خود مرزا صاحب اور ان کے شاگرد عبدالقادر محمود کے ظاہر کردہ خیالات کے بالکل برعکس لگتا ہے اس پہلو پر رپورٹ کے صفحہ ۳۴ پر درج ذیل بحث کی گئی ہے۔ "اب خود تصور کا تجزیہ کرنا مناسب ہوگا۔ ڈاکٹر عبدالقادر محمود کی کتاب "الفلسفۃ الصوفیا فی الاسلام" (ص ۵ تا ۸) میں وضاحت سے بتایا گیا ہے کہ الفاظ "ظل" اور "بروزی" ہندوؤں کے حلول یا تناسخ کے تصور سے بہت حد تک ملتے جلتے ہیں۔

مرزا صاحب نے خود تسلیم کیا ہے کہ بروز کے معنے اوتار (خدا یا دیوتا کا جسمانی روپ میں ظہور) کے ہیں۔ اپنے سیالکوٹ والے لیکچر مورخہ ۲ نومبر ۱۹۰۴ء ص--۳۳ میں انہوں نے کہا: واضح ہو کہ خدا کی طرف سے میرا ظہور صرف مسلمانوں کی اصلاح کے لئے نہیں۔ بلکہ تینوں اقوام 'مسلم' ہندو اور عیسائی کی اصلاح مطلوب ہے۔ چونکہ خدا نے مجھے مسلمانوں اور نصاریٰ کے لئے مسیح موعود بنا کر بھیجا' اس لئے میں ہندوؤں کے لئے اوتار اور راجہ کرشن 'جیسا کہ مجھ پر واضح کیا گیا ہے' ایک مکمل انسان تھے۔ وہ اپنے وقت کے اوتار یا نبی تھے۔ اللہ کا وعدہ تھا کہ آخری زمانہ میں اپنا بروز یعنی اوتار پیدا کرے گا۔" "ضمیمہ رسالہ جہاد" (مطبوعہ ۱۹۰۰ء) میں انہوں نے لکھا "خدا نے مجھے عیسیٰ کے اوتار کی حیثیت سے بھیجا اسی طرح اس نے میرا نام احمد اور محمد رکھا اور میری عادات 'اخلاق اور اطوار حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم) جیسے بنائے مجھے ان کے چوغہ میں ملبوس کرنے کے بعد آنحضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا اوتار بنایا تاکہ میں توحید کا پرچار اور اشاعت کر سکوں۔ پس اس مفہوم میں میں عیسیٰ ہوں' محمد ہوں اور مہدی بھی اور اظہار کا یہی وہ اسلوب ہے جو اسلام میں اصطلاحاً "بروز کہلاتا ہے" ص--۶' ۷

پس ظاہر ہوا کہ مرزا صاحب اوتار اور بروز ایک دوسرے کے ہم معنی سمجھتے تھے۔

"اصل شریعت میں حلول یا تناسخ کا کوئی تصور نہیں ملتا البتہ ایسی اصطلاحات ہیں جو ان تصورات پر یقین کرنے والوں مثلاً مزدک اور ارمان کی بدولت وجود میں آئیں۔ اسی طرح اسلام میں ظلیت کے تصور کے لئے کوئی جگہ نہیں۔" (خاتم النبیین از مولانا انور شاہ کشمیری ص--۲۱۰)

مولانا محمد یوسف بنوری نے موقف الامۃ الاسلامیہ میں اس موضوع پر اظہار خیال کرتے ہوئے لکھا: "مذاہب کے تقابلی مطالعہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ ظلیت اور بروز کا سارا تصور سراسر ہندوانہ تصور ہے اسلام میں اس کی کوئی گنجائش نہیں' حضرت عبدالقادر بغدادی (متوفی ۴۲۹ھ) نے بھی فرمایا ہے کہ حلول کی حمایت کرنے والا تصور جھوٹا اور بے ہودہ ہے۔" (اصول الدین ص--۷۲) حضرت مجدد الف ثانیؒ بھی جن کے ملفوظات پر مرزا صاحب یقین رکھتے تھے' نبوت میں ظل کے منکر ہیں' اپنے مکتوب نمبر ۳۰۱ میں انہوں نے فرمایا "نبوت اللہ کی قربت پر دلالت کرتی ہے۔ جس میں ظلیت کا کوئی شائبہ یا شک و شبہ نہیں۔"

۳۴--تیسرا پہلو جس کی نشاندہی مسئول الیہان نے کی وہ یہ تھا کہ قادیانی مذہب میں داخل ہونے والے شخص سے بیعت کی شکل میں جس دستاویزات پر دستخط کرائے جاتے ہیں' وہ بھی دھوکے کی ٹٹی اور مکر و فریب کا جال ہے جو مسلمانوں اور دوسروں کو بھی گمراہ کرنے اور پھانسنے کے لئے بچھایا جاتا ہے۔ وہ اس طرح کہ اسلام کو اپنے مذہب کے طور پر پیش کیا جاتا ہے اور مرزا صاحب کو اسلام کے نئے نبی کے روپ میں دکھایا جاتا ہے واضح رہے کہ بیعت کے فارم میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد الفاظ "خاتم النبیین" کے استعمال سے مسلمہ طور پر یہ مراد نہیں کہ حضرت محمد (صلعم) کے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا' بلکہ اس کے برعکس اس شخص کو مرزا غلام احمد کے جملہ دعاوی پر ایمان لانا ہوتا ہے۔ جس میں اس کا دعویٰ نبوت بھی شامل ہے۔ مسلمانوں کے مطابق رسول اکرمؐ کے بعد قیامت تک کوئی نبی نہیں ہوگا اور نہ ہی ہو سکتا ہے کیونکہ رسول اکرمؐ نے واشگاف الفاظ میں فرمایا ہے کہ "لا نبی بعدی" (میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا) اور لفظ خاتم النبیین کے معنے ہی یہ ہیں کہ

آخری مہر لگا دی گئی ہے اب کسی نئے نبی کے آنے کا کوئی سوال نہیں۔ اس کے برخلاف مرزا غلام احمد "ایک غلطی کا ازالہ" نامی کتاب میں رقمطراز ہے "اگرچہ نبوت کی مہر نہیں ٹوٹے گی تاہم اس امر کا امکان ہے کہ اس دنیا میں بروزی طریقے سے کوئی نیا نبی آجائے۔ صرف ایک بار نہیں بلکہ ہزار بار" اور وہ اپنی نبوت کا ملیت کا اظہار کرے۔"

۳۵--- واضح ہو کہ ۱۸۹۱ء کی مطبوعہ "ازالہ اوہام" ۱۸۹۳ء کی "کرامات صادقین" (مشمولہ روحانی خزائن جلد تیسری) اور ۱۸۹۹ء کی "ایام صلح" (مشمولہ روحانی خزائن جلد ۱۴) میں جو کچھ لکھا گیا اس سے مرزا صاحب کے دعوئی نبوت کی صحیح تصویر اجاگر نہیں ہوتی اس لئے اس سلسلہ میں مرزا صاحب کی متعلقہ کتابیں وہ ہیں جو ۱۹۰۱ء سے ۱۹۰۸ء تک لکھی گئیں اور "ایک غلطی کا ازالہ" اس سلسلے کی بنیادی تحریر ہے اس سیاق و سباق میں یہ وضاحت کرنا مناسب ہو گا کہ ۲۵ مئی ۱۹۰۸ء کی لکھی ہوئی "پیغام صلح" (مشمولہ روحانی خزائن جلد ۲۳) بھی متعلقہ اور اس سلسلے میں کار آمد نہیں ہے کیونکہ اس پیغام کے مخاطب ہندو تھے مسلمان نہیں' اور مرزا صاحب کو نبی تسلیم کرنے کا سوال اسی صورت میں پیدا ہو تا جبکہ ہندوؤں نے حضرت محمد (صلعم) کی نبوت کو تسلیم کیا ہو تا مرزا صاحب کے مخصوص دعوئی کے پیش نظر یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ احمدی مرزا صاحب کو حضرت محمد (صلعم) کا بدل مانتے ہیں۔ اس لئے جھنڈوں پر لکھے ہوئے اور بیجوں پر تحریر شدہ الفاظ "محمد رسول اللہ" کا استعمال ہر احمدی کی اپنی ذمہ داری ہے کیونکہ ایسا کرنا رسول اکرم ؐ کے مقدس نام کی بے حرمتی کرنے کے مترادف ہے۔ بلاشبہ ایسا فعل دفعہ ۲۹۵۔ سی ت پ کے دائرہ میں آتا ہے۔

--۳۶ مزید برآں ایسے بینرز اور بیجوں کی نمائش غالب اکثریت کی حامل مسلم آبادی کے مذہبی جذبات کو بھڑکانے کا موجب بنتی۔ یہ چیز سالگرہ کی تقریبات پر پابندی لگانے کا دوسرا جواز فراہم کرتی ہے۔ کیونکہ اس سے امن عامہ میں خلل پڑنے کا زبردست خدشہ تھا۔ یاد رہے کہ صرف مذہب کی پیروی اور اس پر عمل کرنے کے حق کا دعوئی تو کیا گیا لیکن سائلان کے فاضل وکلاء یہ ثابت کرنے میں ناکام رہے کہ ان تقریبات کے کھلے بندوں انعقاد اور جس طریقے سے انہیں منانے کا پروگرام بنایا گیا اس پر پابندی لگانے سے قادیانی مذہب کی پیروی اور اس پر عمل کرنے کے حق کی کس طرح خلاف ورزی ہوتی یا اس میں کمی واقع ہو گئی؟ ہندوؤں' سکھوں' پارسیوں اور دوسری مذہبی اقلیتوں کی طرح قادیانی بھی اپنے مذہب کی پیروی اور اس پر عمل کر رہے ہیں اور مکمل مذہبی آزادی سے مستفید ہو رہے ہیں خود کو مسلمان ظاہر کرکے اور شریعت اسلامیہ یا کلمہ طیبہ کو جو کہ اسلام کے اساسی ارکان میں سے ایک ہے استعمال کرکے وہ اپنے رویہ سے خود مشکل صورت حال پیدا کر دیتے ہیں۔ اگر قادیانی دستوری فیصلہ کو قبول کرلیں اور خود کو مسلمانوں سے ایک علیحدہ اور جداگانہ برادری سمجھنے لگیں جیسا کہ ان کا اپنا دعوئی ہے تو کوئی ناخوشگوار صورت حال پیدا نہ ہو' ان کا خود کو مسلمانوں کا بدل ظاہر کرنا اور رجات المسلمین کو اسلام کے دائرہ سے خارج کرنا مسلمانوں کے لئے کسی طرح قابل قبول اور قابل برداشت نہیں۔ ملک اور دستور سے ان کی وفاداری اور ان کا جداگانہ وجود ان کی سلامتی و بھلائی کو یقینی بنا سکتا ہے۔ ہم انہیں خوش آمدید کہیں گے چاہے وہ کوئی سا مذہب اختیار کریں' لیکن وہ مسلمانوں کے دین کو ناپاک کرنے پر کیوں مصر ہیں۔ اگر آپ مسلمان اپنے مذہب کو ہر قسم کی آمیزش سے پاک و خالص رکھنے کے لئے کوئی قدم اٹھاتے ہیں تو اس پر قادیانی کیوں سیخ پا ہوتے ہیں اور اسے مسئلہ کیوں بنا لیتے ہیں۔

۳۷--- دفعہ ۱۴۴ ض ف کی رو سے حاصل شدہ اختیار نیز ریاست کی پولیس قوت کو ایسے مقصد کے لئے جائز طور پر استعمال کیا جا سکتا ہے جو پبلک کی بھلائی یا لوگوں کے مفاد میں ضروری نظر آئے۔ یہاں سائنٹن ٹولوجی مسلک کے ممبران کے دو مقدمات کا حوالہ دینا مناسب ہو گا۔ شمدت و دیگر بنام وزیر داخلہ (1969) 2_Ch.149) میں نوٹ کیا گیا کہ سائنٹن ٹولوجی کے محرکین کے نزدیک یہ ایک مذہب ہے۔ اس کی ابتدا امریکہ سے ہوئی اس کا مسلک اور عقیدہ اس کی تعلیمات اور اعمال سیکس (انگلینڈ) میں ایک کالج کے طلباء کو پڑھائے جاتے ہیں۔ یہ کالج ایک امریکی کارپوریشن کی ملکیت ہے جس کا نام چرچ آف سائنٹن ٹولوجی آف کیلی فورنیا ہے۔ سائلان شمدت اور جوزف فرنٹس امریکہ کے شہری تھے اور ان کے پاس داخلہ کے لئے محدود مدت کے اجازت نامے تھے۔ میعاد ختم ہو گیا اور وزیر داخلہ نے توسیع کرنے سے انکار کردیا کیونکہ حکومت کا نقطہ نظریہ تھا کہ:

"سائنٹن ٹولوجی نقلی فلاسوفیکل مسلک ہے جو اس ملک میں چند برس پہلے امریکیوں کی طرف سے متعارف کرایا گیا اور اس کا عالمی ہیڈ کوارٹر ایسٹ گرنسٹیڈ میں ہے۔ اس کے بانی مسٹر رون ہبارڈ نے اس کی وضاحت اس طرح کی ہے کہ یہ دنیا کی سب سے بڑی ذہنی صحت کی تنظیم ہے۔ حکومت دستیاب جملہ شہادتوں کا جائزہ لینے کے بعد مطمئن ہے کہ سائنٹن ٹولوجی معاشرتی لحاظ سے ضرر رساں ہے۔ یہ ممبران خاندان کو ایک دوسرے سے الگ کرتی ہے اور جو لوگ اس کی مخالفت کرتے ہیں ان سے گندے اور رسوا کن حرکات منسوب کردیتی ہے۔ اس کے تحکمانہ اصول اور اعمال ان لوگوں کی شخصیت اور بھلائی کے لئے باعث تخریب ہیں جو اسے چھوڑ چکے ہیں۔ سب سے بڑھ کر یہ کہ اس کے طریقے ان لوگوں کی صحت کے لئے خطرہ بن سکتے ہیں جو انہیں اختیار کرتے ہیں۔ ایسی شہادتیں ملی ہیں کہ اب بچوں کو اس کی تعلیم دی جا رہی ہے۔ لارڈ ڈیننگ' ماسٹر آف رولز نے اپنے فیصلہ میں اس دلیل کو ٹھکراتے ہوئے کہ وزیر داخلہ نے اپنے اختیارات استبداداور ایک مذہبی فرقہ کی جس پر از روئے قانون پابندی نہیں لگائی گئی' بے حرمتی کرنے کی غرض سے استعمال کئے تھے لکھا:

"میرے خیال میں وزیر اس امر کا مجاز ہے کہ اپنے اختیارات کسی ایسے مقصد کے لئے کام میں لائے جو اس کے نزدیک پبلک کی بھلائی اور اس ملک کے لوگوں کے مفاد میں ہو۔ یہ سوچنے کی معمولی سی وجہ بھی موجود نہیں کہ وزیر داخلہ نے اس معاملہ میں اپنے اختیارات کو غلط مقصد کے لئے استعمال کیا یا بدنیتی سے کام لیا۔ وزیر کے مقصد کو اس بیان میں واضح طور سے ظاہر کردیا گیا تھا جو اس نے دارالعوام میں دیا۔ اس نے سوچا کہ ان لوگوں یعنی سائنٹن ٹولوجسٹس کے اعمال ہمارے معاشرہ کے لئے انتہائی نقصان دہ ہیں اور یہ بات اس ملک کے مفاد میں نہیں کہ سائنٹن ٹولوجی کے غیر ملکی طلبہ کو اس کی تعلیم حاصل کرنے یا نئے طلبہ کو داخلہ لینے کی اجازت دی جائے۔ وہ مقصد سراسر جائز تھا۔ وزیر داخلہ نے اپنے اختیارات کو اس ملک کے عام آدمی کے مفاد میں استعمال کیا اور میں نہیں سمجھتا کہ ہم اس کے درست ہونے کی بابت کسی شک و شبہ میں پڑیں۔"

۳۸--- اس طرح اجازت میں توسیع سے انکار کے حکم کی توثیق کردی گئی۔ ہاؤس آف لارڈز نے اپیل کے لئے داخل کی گئی درخواست خارج کردی (رپورٹ کے ص --- ۲۷ء پر درج نوٹ ملاحظہ کیجئے) یوں آزادانہ نقل و حرکت کے حق کو مفاد عامہ کے تابع کردیا گیا۔ اسی اصول کو یورپ کی عدالت ہائے انصاف نے

(1975. / Ch. 398) Van Dayn Vs. Home Office

مقدمہ پر لاگو کیا۔ اس مقدمہ میں معاہدہ روم میں شامل ایک دفعہ جس کی رو سے کارکنوں کو کمیونٹی کے ۹ ملکوں میں آزادانہ نقل و حرکت کی ضمانت دی گئی تھی۔ مصلحت عامہ کی وجوہات کے تابع کردیا گیا تھا۔ مس وان ڈوئن نے ہوائی اڈہ پر پہنچ کر اعلان کیا کہ وہ کالج آف سائنٹن ٹولوجی میں سیکرٹری کی حیثیت سے ملازمت اختیار کرنے آئی ہے۔ اسے یہ کہتے ہوئے داخلہ کی اجازت دینے سے انکار کردیا گیا کہ کسی شخص کو چرچ آف سائنٹن ٹولوجی کی ملازمت میں شمولیت اختیار کرنے کے لئے برطانیہ میں داخل ہونے کی اجازت دینا ناپسندیدہ فعل ہے۔ اس انکار کو چیلنج کردیا گیا اور معاملہ لکسمبرگ کی یورپین کورٹ آف جسٹس کو بھیج دیا گیا' جہاں اس انکار کو بحال رکھا گیا۔

۳۹--- اسی طرح مصلحت عامہ کے اسباب اور عام آدمی کی بھلائی اور مفاد سالگرہ تقریبات پر پابندی لگانے کی از روئے قانون جائز بنیاد فراہم کرتا ہے جیسا کہ اس سلسلے میں ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ اور ریذیڈنٹ مجسٹریٹ نے ہدایات جاری کی ہیں۔ یہ بات پہلے ہی واضح کی جا چکی ہے کہ عام لوگ یعنی امت مسلمہ احمدیوں کی سرگرمیوں اور ان کے مذہب کی تبلیغ کی مزاحمت و مخالفت کرتی ہے تاکہ ان کے مذہب کا بھی ہمارا پاک صاف اور غلاظت سے محفوظ رہے اور امت کی یکجہتی بھی برقرار رہے۔ ایسا کرنے سے قادیانیوں کے ان کے مذہب کی پیروی اور اس پر عمل کرنے کے حق پر نہ کوئی زد پڑتی ہے نہ اس کی خلاف ورزی ہوتی ہے۔

۴۰--- مذکورہ بالا وجوہات کی بناء پر اس پٹیشن کو کسی استحقاق کے بغیر قرار دیتے ہوئے خارج کیا جاتا ہے مقدمہ کے اخراجات دونوں فریق خود برداشت کریں گے۔

مورخہ ۱۷ ستمبر ۱۹۹۱ء کو سنایا گیا۔ اس موقع پر مسٹر مجیب الرحمان ایڈووکیٹ حاضر تھے۔ بشکریہ ہفت روزہ زندگی لاہور دستخط (جج) ترجمہ = مجاہد لاہوری

تاریخ اسلام کا پہلا چیف جسٹس

از: سید محمد اسرار الحق رحمانی

نسب: ممالک اسلامیہ کا سب سے پہلا چیف جسٹس یعنی قاضی القضاۃ امام ابو یوسف یعقوب بن ابراہیم ہیں جو امام اعظم کے ممتاز شاگردوں میں تھے تاریخ میں آپ سے پہلے اس عہدہ جلیلہ پر کوئی فائز نہ ہوا تھا۔ اور نہ ہی بعد میں سوائے احمد بن ابوداؤد کے۔ آپ کا نسب یہ ہے۔ ابو یوسف یعقوب بن ابراہیم بن حبیب بن سعد بحیر بن المعاویۃ الانصاری، حضرت سعد صحابی ہیں۔ آپ کی والدہ بھی صحابیہ ہیں۔ تیسری پشت میں آپ کا نسب صحابی رسول اکرمؐ سے جا ملتا ہے۔ جو آپ کے مورث اعلیٰ ہیں۔ یہ آپ کے لئے باعث صد افتخار تھا۔ سعد وہی ہیں جو غزوہ احد کے موقعہ پر سپاہیوں کی بھرتی کے وقت رافع بن خدیجؓ اور ابن عمرؓ کے ساتھ دربار نبویؐ میں ملاحظہ کے لئے پیش کئے گئے تھے لیکن کم سنی کی بنا پر بھرتی سے روک دیئے گئے۔

علمی ولولہ: آپ ۱۱۳ھ میں پیدا ہوئے دینی ماحول میں آنکھ کھلی۔ علمی فضا ہر چہار طرف محیط تھی۔ امام اعظمؒ کا عہد زریں تھا۔ قال اللہ وقال الرسولؐ کی صدا کوفہ کے در و دیوار سے گونجتی تھی۔ ہر گھر ایک مدرسہ تھا۔ ہر ماں کی گود ایک تربیتی مرکز۔ ایسے تابندہ اور تابناک عہد میں آپ کی نشوونما ہوئی۔ صغر سنی سے علمی شوق موجزن تھا۔ بے تابانہ علم میں درِ حنیفہ کا رخ ہوتا لیکن گھر کا افلاس رخنہ انداز ثابت ہوتا اور تنگ دستی خانہ پائے سلاسل بنی رہتی ایک روز امام اعظم کے درس میں شریک تھے کہ والد ناگہاں پہنچ گئے ہاتھ پکڑ کر گھر لے گئے۔ اور ہدایت کی بیٹا! ابو حنیفہ کے قدم پہ قدم مت رکھو۔ ان کو تو چکی پکائی ملتی ہے۔ اور ہمیں پیٹ پالنے کی ضرورت ہے۔ اس ہدایت کے بعد مجلس درس میں شرکت بند کر دی۔ آپ کا بیان ہے کہ حضرت الاستاذ نے عدم حاضری کی بنا پر جستجو فرمائی مجھے خبر پہنچی فوراً حاضر خدمت ہوا مجلس علمی شدت اختیار کر چکی تھی۔ شریک درس ہوا۔ اختتام درس پر میری جانب متوجہ ہوئے۔ خلوت تھی۔ کوئی اس وقت موجود نہ تھا۔ عدم حاضری کی وجہ دریافت فرمائی جواب میں کہا کہ گھر کی تنگ دستی اور والد کی اطاعت حاضر خدمت سے مانع رہی ہے سن کر ایک تھیلی دراہم سے پُر عنایت فرمائی اور کہا خرچ کرو جب ختم ہو جائے اطلاع کرنا پڑھنا مت چھوڑو میں نے دیکھا تو اس میں سو درہم تھے۔ پھر پابندی کے ساتھ حاضر خدمت ہوتا رہا۔ اور علمی تشنگی بجھاتا رہا۔ کچھ دنوں کے بعد ایک تھیلی پھر عنایت کی۔ حالانکہ میں نے اشارۃً بھی اس کا ذکر نہیں کیا۔ اسی طرح بے طلب مسلسل عنایت ہوتی رہی یہاں تک کہ میں آسودہ حال ہو گیا اور تنگی حد درجہ دور ہو گئی۔

ایک روایت کے بموجب باپ نے آزاد چھوڑا تھا۔ ماں درس سے اٹھا لے جاتی تھیں۔ ایک روز ابو حنیفہؒ نے ان سے کہا نیک بخت جا، یہ علم سیکھ کر فالودہ روغن پستہ کے ساتھ کھائے گا یہ سن کر وہ بڑبڑاتی ہوئی چلی گئیں۔ (فالودہ اور روغن پستہ شاہانِ عرب کا شاہی کھانا ہے، جو کبھی جشن یا شاہی ضیافت کے موقعہ پر شاہی مطبخ میں تیار کیا جاتا تھا) جب قاضی القضاۃ ہو گئے تو ایک بار خلیفہ ہارون الرشید نے آپ کی دعوت کی دسترخوان پر وہی شاہی کھانا حاضر کیا گیا خلیفہ نے کہا کھائیے یہ فالودہ اور روغن پستہ ہے جو کسی خاص موقعہ پر تیار کیا جاتا ہے۔ سن کر آپ ہنس پڑے۔ خلیفہ نے کہا کیوں ہنسے کہا امیر المومنین کو اللہ سلامت رکھے ہارون الرشید نے اصرار کیا تو انہوں نے واقعہ بیان کیا سن کر خلیفہ کو حیرت ہوئی۔ اور کہا علم دین و دنیا میں عزت دیتا ہے اللہ تعالیٰ ابو حنیفہ پر رحمت فرمائے۔ وہ عقل کی آنکھوں سے دیکھتے تھے جو ظاہری آنکھوں سے نظر نہیں آتا ہے۔

امام اعظمؒ کی صحبت: کامل ۱۷ برس امام اعظمؒ کی صحبت میں رہے۔ فقہ۔ حدیث کا علم سیکھتے رہے اور اپنی خداداد ذہانت و ذکاوت سے دامن علم کو علوم نبویہ سے معمور کرتے رہے علم حقیقی جو سمندر ناپیدکنار تھا حتی المقدور تشنگی علم بجھاتے رہے۔ فن حدیث میں امام اعظمؒ کے علاوہ دیگر مشائخ عظام سے بھی استفادہ کیا مثلاً یحییٰ بن سعید الانصاری، سلیمان الاعمش ہشام بن عروۃ، عطاء بن السائب، لیث بن سعد۔

آپ کا قول ہے کہ دنیا میں کوئی مجلس مجھ کو ابو حنیفہ اور ابن ابی لیلیٰ کی مجلس سے زیادہ محبوب نہ تھی۔ ابو حنیفہؒ سے بڑھ کر فقیہ، اور ابن ابی لیلیٰ سے اچھا قاضی میں نے نہیں دیکھا۔

اکابر کے تاثرات: ایک بار امام ابو یوسفؒ سخت بیمار ہو گئے اور جاں کنی کے قریب ہو گئے تھے۔ امام اعظمؒ نے عیادت فرمائی۔ واپسی پر کھڑے سوچنے لگے۔ کسی نے سبب دریافت فرمایا۔ تو کہا یہ جوان مر گیا تو زمین کا سب سے بڑا عالم اٹھ جائے گا۔

خطیب کا قول ہے امام اعظم کے شاگردوں میں دو شاگرد سب سے زیادہ ممتاز تھے ابو یوسفؒ اور زفر۔ یحییٰ بن معین کا قول ہے۔ ابو یوسفؒ صاحب حدیث اور صاحب سنت تھے۔ امام احمدؒ کا قول ہے۔ ابو یوسفؒ حدیث میں صاحب انصاف تھے۔ (امام احمد بن حنبلؒ آپ کے تلامذہ میں سے ہیں) ذہبیؒ کا قول ہے کہ میں نے ابو یوسفؒ اور محمد بن حسنؒ کے حالات علیحدہ کتاب میں لکھے ہیں۔ (تذکرۃ الحفاظ للذہبی)

حضرت عمار کا قول ہے ابو حنیفہ کے شاگردوں میں ابو یوسفؒ کی مثال نہ تھی اگر وہ نہ ہوتے تو نہ کوئی ابو حنیفہ کو جانتا اور نہ ابن ابی لیلیٰ کو۔ وہی تھے جنہوں نے ان کا علم پھیلایا۔ اور ان کے اقوال کو دور دور تک پہنچایا۔ طلحہ کا قول ہے ابو یوسفؒ کی شان مشہور، علم و فضل بلند تھا فقہ میں اپنے معاصرین میں سب سے بڑھ کر تھے۔ علم و حکمت ریاست و قدر میں انتہا کو پہنچے ہوئے تھے۔ وہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے ابو حنیفہ کا علم زمین کے کناروں تک پہنچایا۔ اصول فقہ

کی کتابیں لکھیں، مسائل کا پھیلاؤ املا کے ذریعہ کیا۔

ایک بار ان کے استاذ حضرت اعمشؒ نے مسئلہ دریافت کیا۔ آپ نے جواب دیا۔ اعمشؒ نے پوچھا۔ کہاں سے کہتے ہو؟ کیا دلیل ہے؟ آپ نے فرمایا کہ فلاں حدیث سے جو آپ نے روایت کی ہے! ہنس کر فرمایا کہ یہ حدیث مجھے اس وقت سے یاد ہے کہ تمہارے باپ کی شادی بھی نہ ہوئی تھی۔ معنی اس کے آج معلوم ہوئے۔

امام زفرؒ سے کسی نے اہل عراق کی بابت دریافت کیا۔ فرمایا ابوحنیفہ ان کے سردار ہیں ابویوسف (اتبعہم حدیثاً) ابویوسفؒ حدیث میں سب سے زیادہ پیرو، محمد بن حسن سب سے زیادہ مسائل اخذ کرنے والے اور زفرؒ قیاس میں سب سے زیادہ تیز۔

ایک بار امام اعظمؒ کی مجلس میں ابویوسفؒ اور زفرؒ کے درمیان ایک مسئلہ پر بحث چھڑ گئی۔ ظہر تک جاری رہی۔ آپس میں ایک دوسرے کی دلیل کو رد کرتے رہے۔ ظہر کے وقت امام اعظمؒ نے زفرؒ کی ران پر ہاتھ مار کر کہا کہ جس شہر میں ابویوسفؒ ہوں اس کی ریاست کی ہوس مت کرو۔

ایک بار امام اعظمؒ نے اپنے شاگردوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا یہ ۳۶ ہیں ان میں ۲۸ عہدہ قضاء کی اہلیت رکھتے ہیں۔ چھ فتوی دینے کی اور دو ایسے ہیں جو قاضیوں کو پڑھا سکتے ہیں۔ یہ کہہ کر ابویوسف اور زفر کی طرف اشارہ کیا۔

مسند قضاء: ۱۷۰ھ میں خلیفہ ہادی نے آپ کو مسند قضاء پر فائز فرمایا۔ ہارون الرشید کے عہد خلافت میں بھی اس مسند پر رونق افروز رہے۔ بلکہ خلیفہ وقت نے ترقی دے کر چیف جسٹس کے عہدہ جلیلہ پر رونق افروز … برس تک اس عہدہ پر دینی خدمات انجام دیں۔ آپ کا فیصلہ مشرق و مغرب میں سکہ رائج الوقت سمجھا جاتا۔ آپ کے فیصلے کے بعد کسی کو لب کشائی کی طاقت نہ تھی۔

وفات: ۵ ربیع الاول یا ربیع الثانی باختلاف ۱۸۲ھ میں اس دار فانی سے رحلت فرما گئے حالت نزع میں کہتے کاش میں اسی فقر و فاقہ میں مرتا جو پہلے تھا۔ اور کار قضا میں نہ پھنستا خدا کا شکر اور اس کی یہ نعمت ہے، میں نے قصداً کسی پر ظلم نہ کیا اور ایک فریق معاملہ میں دوسرے مقابل کی پروا نہ کی۔ خواہ بادشاہ تھا یا بازاری، حاکم تھا یا محکوم۔ نزع کے وقت فرماتے۔ بار الٰہا! تو خوب جانتا ہے میں نے کوئی فیصلہ خود دانستہ نہیں کیا جہاں دشوار نہ پیش آئی ہو وہاں ابوحنیفہ کو تیرے اور اپنے درمیان واسطہ بنایا، اور رے اللہ ابوحنیفہ ہمارے نزدیک ان ہستیوں میں تھے جو تیری مرضی سے اچھی طرح واقف تھے۔ قرآن و حدیث کے اسرار و رموز سے بخوبی واقف تھے۔ کبھی جان کر حق کے دائرہ سے نہیں نکلے۔ پھر فرماتے بار الٰہا میں نے حلال کو حرام نہیں کیا اور نہ جان کر کوئی درہم حرام کھایا۔ آپ کی علالت مرگ کے وقت حضرت معروف کرخیؒ نے اپنے ایک رفیق سے کہا کہ معلوم ہوا ہے کہ ابویوسف مرض مرگ میں ہیں تم ان کی وفات کی خبر مجھ کو دینا۔

راوی کا بیان ہے کہ میں گیا جنازہ نکل رہا تھا۔ میں نے سوچا کہ اگر خبر کرنے جاتا ہوں تو نماز جنازہ چھوٹتی ہے اس لئے نماز میں شریک ہو گیا۔ پھر معروف کرخیؒ کو خبر دی۔ سن کر بیحد افسوس کا اظہار کیا۔ اور بار بار انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھتے رہے میں نے دریافت کیا۔ اے ابا المحفوظ آپ کو نماز جنازہ میں عدم شرکت کا اس قدر افسوس کیوں ہے؟ کہا میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ

باقی صفحہ ۲۶ پر

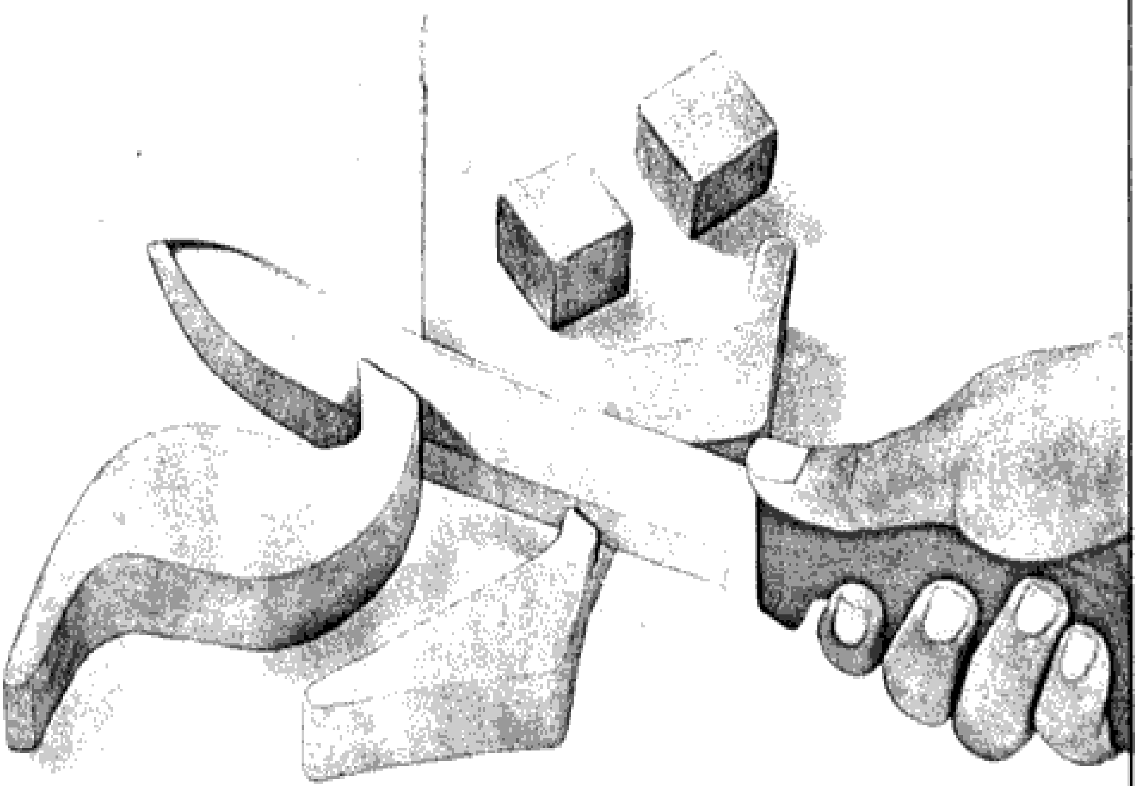

نزلہ کُشتن روزِ اوّل

گلے میں خراش محسوس ہو یا چھینکیں آنا شروع ہوں تو سمجھ لیجیے کہ نزلہ زکام کی آمد آمد ہے۔ اسے معمولی بیماری سمجھ کر نظر انداز نہ کیجیے۔ فوری جوشینا لیجیے ورنہ زکام، کھانسی اور بخار جیسے تکلیف دہ امراض لاحق ہونے کا اندیشہ ہے۔

جوشینا۔ صدیوں سے استعمال ہونے والے جوشاندے کے نہایت مؤثر، کافی و شافی قدرتی اجزا کا

خُلاصہ (ایکسٹریکٹ) ہے جو ہمدرد کے ماہرینِ فن نے سال ہا سال کے تجربات و تحقیق کے بعد جدید دور کے مصروف انسان کے لیے تیار کیا ہے تاکہ اسے جوشاندے کو ابالنے، چھاننے اور شکر ملانے کی زحمت نہ کرنی پڑے۔ ایک پیکٹ جوشینا ایک کپ گرم پانی میں ڈالیے فوری استعمال کے لیے جوشاندے کی ایک خوراک تیار ہے۔

ہمدرد کی فنی محنت اور دوا سازی کی صلاحیت کا مظہر

جوشینا | جوشاندے کی مکمل توانائی

نزلہ و زکام ۔ جوشینا سے آرام

ہمدرد

جوشینا دو پیکنگوں میں دستیاب ہے
خوب صورت پلاسٹک مگ
میں اور گتے کے کارٹن میں۔

عفو و درگذر
بہترین انتقام
ہے

Adarts-JOS-1/89R

شاہدرہ پولیس نے نبی کریمؐ

کی شان میں گستاخی کرنیوالے قادیانی کو گرفتار کرلیا

لاہور (خصوصی رپورٹ) شاہدرہ پولیس نے نبی کریمؐ کی شان میں گستاخی کرنے والے ایک سوشل سیکورٹی افسر حبیب اللہ قادیانی کے خلاف ۲۹۵ سی کے تحت مقدمہ درج کراکے اسے گرفتار کرلیا ہے۔ پولیس کے مطابق جی ٹی روڈ شاہدرہ میں واقع سوشل سیکورٹی کے دفتر میں سوشل سیکورٹی کے افسر حبیب اللہ قادیانی اور دفتر کے دوسرے تین افراد ناصر زمان، پیرزادہ فیض فرید ماما اور نعمت اللہ نیازی کے درمیان مذہب پر بحث کے دوران حبیب اللہ نے رسول کریمؐ کی شان میں گستاخی کی جس کی اطلاع متذکرہ تینوں افراد نے اپنے افسر انچارج جاوید رسول خان کو کردی لیکن وہ اس مسئلہ کو حل نہ کرسکے۔ تو نعمت اللہ نیازی نے یہ بات علاقے کے ایک شخص محمد مظفر حنیف بالی کو بتائی تو وہ متعدد علماء کرام کے ہمراہ تھانے گیا جہاں پولیس نے مقدمہ درج کرکے حبیب اللہ قادیانی کو گرفتار کرلیا۔ پولیس کے مطابق اس بات سے علماء کرام میں بے چینی پھیلی ہوئی تھی۔ جو حبیب اللہ کی گرفتاری کے بعد ختم ہوگئی۔

تعارف و تبصرہ

رعایت اللہ فاروقی

تبصرے کے لیے دو کتابوں کا آنا ضروری ہے۔ (ادارہ)

نام کتاب ـــــ نوائے منبر و محراب

مرتب و مؤلف ـــــ مولانا محمد اسلم شیخوپوری

صفحات ـــــ چار سو پچپن

قیمت ـــــ ایک سو دس روپے

ملنے کا پتہ ـــــ اسلامی کتب خانہ بنوری ٹاؤن کراچی۔

مولانا محمد اسلم شیخوپوری سلسلۃ الذہب کی ایک طرح کی تخلیق میں مشغول ہیں۔ زیر تبصرہ کتاب اسی لڑی کی دوسری کڑی ہے۔ تدریس کی مشغولیت، تقریر کی مصروفیت کے باوجود ۴۵۵ صفحات پر مشتمل نوائے منبر و محراب کی دوسری جلد کو عدم کی ظلمتوں سے وجود کی روشنیوں میں لانا مصنف مرصوف کا ایسا کارنامہ ہے جس میں وہ لاثانی ہیں۔ اور کیوں نہ ہوں۔ ہمدرد دین کا درد امت کی فکر میں محو رہتا ہے مگر جب ان کا قلم سطح قرطاس پر لکھنے کو مجبور ہوتا ہے تو پھر مصروفیت کی تند و تیز موجیں اور مشغولیت کے طوفان ان کی تحریر کی تخلیق کی راہ میں رکاوٹ بننے سے عاجز آجاتے ہیں۔ نوائے منبر و محراب جلد دوم میں دس ایسے موضوعات پر قلم کاری کی گئی ہے۔ جو دور حاضر میں وقت کی اہم ضرورت ہیں۔ کیونکہ فتنہ پھیل رہا ہے۔ جس کے سدباب کے لئے توحید باری کو جدید انداز سے دلائل سے مزین کرکے پیش کرنا ناگزیر ہے۔ محمد عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اپنے عشق کے دعوے کرنے والے گفتار کے غازیوں میں روز افزوں اضافہ ہو رہا ہے۔ جنہیں عشق کا ڈھنگ سکھانا وقت کی ضرورت ہے۔ خلافت میں اولیت پر صدیق اکبر کے خلاف ہرزہ سرائی کرنیوالے زبان کی طوالت میں اضافے کی بناء پر ان شاتموں کو یہ سکھانا کہ صدیق اکبر تو اللہ بھی بہت سی صفات میں اول نمبر پر ہیں۔ لازمی درس ہے۔ محرم کے مہینے میں عبادت کو ترک کرکے مخصوص قسم کی واہیات میں پڑنے والوں کو ان بدعیات کی حقیقت سمجھانا بہت بڑی تبلیغ ہے۔ انسان زمین پر اللہ کا خلیفہ ہے۔ خلافت کے تاج کے لئے انسان ہی کا انتخاب کیوں کیا گیا؟ اس سوال کا جواب موجودہ فضا میں اور بھی اہمیت اختیار کر گیا ہے۔ کہ آج کے انسان نے خلافت کی صفات حسنہ کو ترک کرکے ایسے اعمال اختیار کرلئے ہیں۔ جو حاکم اعلیٰ سے بغاوت کا اشارہ دیتے ہیں۔ آج قوموں کے حقوق کی فکر تو بہت سوں کو ہے مگر یہ خیال کسی کو نہیں کہ اسلام قومیت کی بنیاد پر نہیں بلکہ مذہب کی بنیاد پر اجتماعی طور پر مسلمانوں کو ۔۔۔ حقوق

دنیا جا رہے ہیں ایسے ماحول میں لوگوں کو یہ بات سمجھانا ایک ہر وقت کا لیکچر ہے۔ معاشرے کی بگاڑ کا بنیادی سبب بے پردگی ہے۔ جنت نے فیشنوں کے ساتھ بے پردگی اختیار کرنے میں دنیا جہان کی کامیابی کا خواب رکھنے والی مسلمان بہن اور بیٹی کو یہ سمجھانا کہ یہ عمل انسان کو انسانیت کے دائرے سے نکال کر جانوروں کے ریوڑ میں شامل کردیتا ہے۔ اور یہی بے پردگی آگے چل کر ایڈز جیسے بدنام زمانہ مرض کا سبب بن جاتی ہے۔ جس نے آج پورے یورپ کے ڈاکٹروں کو پریشان کردیا ہے۔ ایک قابل قدر خدمت ہے۔ آج کی گمشدہ جوان نسل سے سبق سیکھ کر کل کو جوان ہونے والے آج کے نونہال کی تربیت کے لئے فکرمند باپ یقیناً پریشان ہے کہ آج کے نونہال کو تباہ ہونے سے کیونکر بچایا جاسکتا ہے۔ ایسے میں تربیت اولاد ایک نسخہ کیمیا ہے۔

آپ کیا پسند کرتے ہیں؟ آپ کو کیا پسند ہے۔ آپ کو کون سی چیز پسند یا اچھی لگتی ہے۔ یہ وہ سوالات ہیں جو آج کے سوالات کی دنیا کا فیشن بن چکے ہیں۔ ان فیشن پرستوں کو یہ بتلانا کہ اللہ اور اس کے رسول صحابہ کرام، اور اولیاء اللہ کو کیا چیزیں پسند ہیں اور ہم میں ایک منفرد کمال ہے۔ نقلی ملاؤں اور جعلی پیروں نے آج کے نام کے مسلمان کو پریشان کرکے رکھ دیا ہے۔ اور بالعموم الکشاف کرجس مولانا سے مجھے محبت تھی وہ تو نقلی ملاں ہے۔ اور جس شیخ سے مجھے عقیدت تھی وہ تو جعلی پیر ہے۔ اس نام کے مسلمان پر اس وقت کہتا جب پانی پل کے نیچے سے گذر چکا ہے۔ ان حالات میں ان نقلی ملاؤں اور جعلی پیروں کی علامات سے آج کے نام کے مسلمان کو واقف کرانا ایک بہت بڑا احسان ہے۔ ان تمام صفات و کمالات کے باوجود اگر کوئی شخص نوائے منبر و محراب سے اپنی لائبریری کی تزئین میں اضافہ کرکے تو ہم اسے ذوق کا کچھ کہہ سکتے ہیں۔ کہ صاحب ذوق کبھی بھی اچھی چیز کی ناقدری نہیں کرتا۔ بنیادی طور پر اس کتاب میں قلم اس انداز سے استعمال کیا گیا ہے کہ اس میں پرجوش جذبات کے سمندر بھی ہیں۔ اور لطف شعر کے جزیرے بھی ادب کے شہ پارے بھی ہیں۔ فصاحت و بلاغت کی چاشنی بھی۔ عام طور پر مصنف کا نام کتاب کے تعارف کا سبب بنتا ہے۔ مگر یہاں تو معاملہ الٹ ہے۔ نوائے منبر و محراب مصنف کی شناخت کا ذریعہ اور تعارف میں اضافے کا باعث ہے آپ کتاب لے کر مطالعہ تو کیجئے تب ہی آپ کو صحیح معلوم ہوگا یہ

باقی صفحہ پر

مسلم لیگ کا فیصلہ کہ

قادیانی اس کے ممبر نہیں ہو سکتے۔

(۲) احرار اور بعض حکام نے ہمارے خلاف جو شورش پیدا کی ہے۔ اس سے خود کر سارے مسلمانوں نے ہم کو علیحدہ کر دیا ہے۔ خود گورنر پنجاب نے ایک مرتبہ چوہدری ظفر اللہ صاحب سے کہا کہ کیا آپ سمجھتے ہیں کہ آپ کے مخالف صرف احرار ہیں۔ سب قوموں اور فرقوں کے لوگ میرے پاس آکر آپ کی شکایتیں کرتے ہیں......... اس میں کوئی شک نہیں کہ ہماری مخالفت بہت عام ہو گئی تھی حتیٰ کہ وہ مسلم لیگ جس کے اجلاس بعض دفعہ نہ ہو سکتے تھے اور وہ مجھ سے روپیہ لے کر اجلاس کرتی تھی۔ اسے بھی یہ کام ہوا اور اس کی پنجاب کی شاخ نے یہ فیصلہ کر دیا کہ احمدی یعنی (قادیانی صاحبان) اس کے ممبر نہیں ہو سکتے۔ یہ کفران نعمت کی انتہا تھی..........

بہرحال اس وقت تک ہم مسلمانوں کا ایک حصہ سمجھے جاتے تھے۔ مگر مسلمانوں نے گذشتہ فتنہ سے مرعوب ہو کر ہمیں اسی طرح الگ کرنے کی کوشش کی۔ جس طرح دودھ سے مکھی نکال دی جاتی ہے۔ (لیکن دین اور کفران نعمت کے حساب کو تو مسلم لیگ جانے یا میاں صاحب، البتہ لیگ کا نزکام اور دودھ کی مکھی لوگوں کے لئے دلچسپ ہے۔ (مؤلف بیلفی)

(میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان کا خطبہ، جمعہ مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۲۶ نمبر ۲۶۲ مورخہ ۱۵ نومبر ۱۹۳۸ء)

بقیہ | مشرق و مغرب

لیکن البانیہ کے موجودہ حکمران رمیز علیا کو اسلامی بیداری کی بڑھتی لہر کے سامنے گھٹنے ٹیکنے پڑے۔ اور مئی ۱۹۹۰ء میں مذہب سے متعلق رعایتوں کا اعلان کرنا پڑا اسی طرح ۲۳ سال بعد مساجد کی میناروں سے اذان کی آواز سنائی گئی۔ لگتا ہے کہ اب البانیہ سے بھی کمیونزم کا خاتمہ قریب ہے۔ اسی سال پہلی دفعہ البانیہ کے مسلمانوں کو حج کے لئے ملک سے باہر جانے کی اجازت دی گئی۔

مفت مشورہ برائے خدمت خلق،

ہمارے پاس شفاء کی کوئی گارنٹی نہیں ہے، شفاء کی گارنٹی تو صرف اللہ تعالیٰ ہی کے پاس ہے۔ عام جسمانی طاقت، خون، بھوک و ہاضمہ کے لئے ● دل، دماغ، جگر، معدہ، مثانہ، پٹھے، وہاضمہ کے لئے ● جسم کو مضبوط، سمارٹ، خوبصورت، وطاقتور بنانے کے لئے ● تمام خاص مردانہ زنانہ و بچوں کی امراض کے لئے ● دودھ، مکھن، گوشت وفروٹ ہضم کرنے کے لئے ● تمام پرانی بیماریوں کے لئے ● چالیس سال کی تجربہ شدہ۔

دیسی دواؤں کا مفت مشورہ — جواب کیلئے جوابی لفافہ یا اسکی قیمت ارسال کریں۔

حکیم بشیر احمد بشیر رجسٹرڈ کلاس اے گورنمنٹ آف پاکستان

فون دکان 354840
رہائش 354795

چاندنی چوک، محلہ غلام محمد آباد، فیصل آباد۔ پوسٹ کوڈ 38900

اور حکومت سعودیہ کی طرف سے جاری سرکاری اطلاع کے مطابق ۲۰۰ حجاج کرام شاہ فہد کے ذاتی مصارف سے ادائیگی حج کے لیے مکہ مکرمہ پہنچے۔

بقیہ | پہلا چیف جسٹس

میرا جنت میں پہنچا اور ایک عالیشان محل کی تعمیر مکمل ہو چکی ہے۔ پردے آویزاں کر دیئے گئے بالآخر سارے انتظامات مکمل ہو گئے میں نے دریافت کیا کہ یہ محل کس کے لئے تعمیر کیا گیا ہے؟ کسی نے کہا ابو یوسف کے لئے۔ میں نے کہا کہ یہ مرتبہ انہوں نے کیونکر پایا؟ جواب ملا اچھی تعلیم دینے اور اس کے شوق کے صلے میں اور لوگوں نے جو اذیت پہنچائی اس کے صلے میں۔

خلیفہ ہارون رشید جنازہ کے آگے آگے چلتے تھے۔

اور نماز جنازہ بھی انہوں نے ہی پڑھائی۔

بقیہ | درس قرآن

کا گروہ ہیں اور اللہ کا گروہ ہی بالآخر کار سب پر غالب رہے گا، لہٰذا اللہ اور اس کے رسول اور مسلمانوں کے رفیقوں ہی کو انجام میں فتح و نصرت اور غلبہ ہوگا۔ خدا کے خاص بندے ہی آخر میں کامیاب ہوں گے اور حق ہی غالب رہے گا۔

ان آیات زیر تفسیر میں یہی مضمون بیان فرمایا گیا ہے چنانچہ ارشاد ہوتا ہے:

"اے ایمان والو (یعنی جو لوگ بوقت نزول ان آیات کے مسلمان تھے) جو شخص تم میں سے اپنے اس دین سے پھر جائے تو اسلام کا کوئی نقصان نہیں کیونکہ اسلامی خدمات انجام دینے کے لئے اللہ تعالیٰ بہت جلد ان کی جگہ ایسی قوم پیدا کر دیگا جن سے اللہ تعالیٰ کو محبت ہوگی اور ان کو اللہ تعالیٰ سے محبت ہوگی۔ مہربان ہوں گے وہ مسلمانوں پر، تیز ہوں گے کافروں پر کہ ان سے جہاد کرتے ہوں گے اللہ تعالیٰ کی راہ میں اور دین کے معاملہ میں وہ لوگ کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کا اندیشہ نہ کریں گے۔ یہ صفات مذکورہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے جس کو چاہیں عطا فرما دیں اور اللہ تعالیٰ بڑی وسعت والے ہیں کہ اگر چاہیں سب کو یہ صفات دے سکتے ہیں لیکن بڑے علم والے بھی ہیں۔ ان کے علم میں جس

کو دینا مصلحت ہوتا ہے اس کو دیتے ہیں، تمہارے دوست تو بس تم کو دوستی رکھنا چاہیے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) اور ایماندار لوگ ہیں جو کہ اس حالت سے نماز کی پابندی رکھتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں کہ ان کے دلوں میں خشوع ہوتا ہے اور جو شخص موافق مضمون مذکور کے اللہ سے دوستی رکھے گا اور اس کے رسول سے اور ایماندار لوگوں سے سو وہ اللہ کے گروہ میں داخل ہو گیا اور اللہ کا گروہ بےشک غالب ہے "

جمہور مفسرین نے لکھا ہے کہ یہاں ان آیات میں جو فتنہ ارتداد کا ذکر فرمایا گیا ہے تو یہ درحقیقت آنے والے فتنہ ارتداد کی پیشین گوئی اور اس کا ہمت وجرأت سے مقابلہ کرکے کامیاب ہونے والی جماعت کے لئے بشارت ہے ارتداد کا سب سے بڑا فتنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے عہد میں پھیلا اور پورے جزیرہ عرب میں اس کا طوفان کھڑا ہو گیا اور کئی طرح کے مرتدین اسلام کے مقابلہ میں کھڑے ہو گئے مگر حضرت صدیق اکبرؓ کی ایمانی جرأت اور اعلیٰ تدبیر اور مخلص مسلمانوں کی سرفروشانہ اور عاشقانہ خدمات اسلام نے اس آگ کو بجھایا اور تمام آفات ومصائب کا پورے عزم وہمت کے ساتھ مقابلہ کیا اور بالآخر کامیاب ہوئے اور سارے عرب کو متحد کرکے از سرِ نو اخلاص اور ایمان کے راستے پر گامزن کر دیا۔ اس طرح بشارت پانے والی جماعت صحابہ کرامؓ کی ہے جس نے خلیفہ اوّل امیر المؤمنین حضرت صدیق اکبرؓ کے ساتھ مل کر اس فتنہ ارتداد کا مقابلہ کیا اور اس کو ختم کیا اور فَاِنَّ حِزْبَ اللّٰہِ ھُمُ الْغٰلِبُوْنَ۔ یعنی اللہ والوں کی جماعت ہی غالب ہو کر رہے گی اس کی عملی تفسیر دنیا نے آنکھوں سے دیکھ لی اور بحمد اللہ تعالیٰ اللہ کا دین بے سہارا اور بے مددگار نہ رہا بلکہ حضرت صدیق اکبرؓ کی جماعت کے ہاتھوں اللہ تعالیٰ نے مرتدین کی سرکوبی کی جن سے جہاد وقتال کیا گیا اور حسب وعدہ الٰہی جو مخلص مسلمان جہاد کے لئے کھڑے ہوئے وہ مظفر ومنصور رہے اور ان کو سب فتنوں اور بغاوتوں پر غالب فرما دیا، پھر خلیفہ دوم امیر المؤمنین حضرت فاروق اعظمؓ کے مقابلہ میں اس دنیا کی سب سے بڑی طاقتیں قیصر وکسریٰ کی آ گئیں لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کا نام ونشان مٹا دیا اور ان کی طاقتیں اور سلطنتیں پاش پاش ہو گئیں پھر ان کے بعد کے خلفاء اور مسلمانوں میں جب تک ان احکام قرآنی کی پابندی رہی کہ مسلمانوں نے غیروں کے ساتھ خلط ملط اور گہری دوستی اور قلبی محبت کے تعلقات قائم نہیں کئے اور صرف اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولؐ اور ایمان والوں کو اپنا دوست ورفیق بنایا وہ ہمیشہ مظفر ومنصور نظر آئے۔ اب بھی اس مادیت کے دور میں جب کہ ایٹم اور ہائیڈروجن بم نشانِ فتح سمجھے جاتے ہیں۔ اگر ہمیں ایمان صادق اور یقین کامل ہو تو اللہ پاک نے مسلمانوں کو ان سے زیادہ طاقتور ہتھیار دیئے ہیں اور وہ وہی ہتھیار ہیں جن کا ان آیات میں ذکر فرمایا گیا یعنی۔

۱۔ اللہ سے محبت کرنا؛

۲۔ خدائی محبت کے لئے اپنے کو اہل بنانا؛

یہ دو صفات وہ ہیں جن کا تعلق خدا اور بندوں کے درمیان ہے یعنی خدا تعالیٰ ان کو محبوب رکھتا ہے اور وہ بندے خدا کو محبوب رکھتے ہیں۔

۳۔ مومنوں کے لئے نہایت نرم اور شفیق ہونا۔

۴۔ کفار کے لئے سخت ہونا۔

یہ دو صفتیں وہ ہیں جن کا تعلق خود باہم بندوں کے درمیان ہے یعنی مسلمانوں کے حق میں نرم اور کافروں کے حق میں گرم۔

۵۔ اللہ کے دین کے لئے ہر ممکن سعی کرنا۔

۶۔ دین کے معاملہ میں کسی کی ملامت کی پرواہ نہ کرنا؛

یہ دو صفتیں وہ ہیں جو دینی خدمات سے متعلق ہیں ایک فعل جہاد فی سبیل اللہ یعنی خدا تعالیٰ سے سرکشی کرنے والوں کی سرکوبی اور گردن کشی میں اپنی پوری ہر طرح کی جدوجہد کو پانی کی طرح بے دریغ بہا دینا۔ یہی حقیقت ہے جہاد کی اور پھر جہاد اور جدوجہد بھی فی سبیل اللہ ہو یعنی محض اللہ کی خوشنودی کے لئے ہو اور اس میں کوئی نفسانی اور دنیاوی غرض کا شائبہ نہ ہو۔ اور دوسرے یعنی چھٹی بات یہ ہے کہ داعیہ تابعہ ایسا قوی ہو کہ دین کے معاملہ میں کسی ملامت اور طعن کی پرواہ نہ کرے اور لوگوں کے کہنے سننے سے یا عزیز واقارب کے خیال سے اس کے ارادہ اور عزم میں کوئی تزلزل نہ آئے کیونکہ بسا اوقات آدمی کسی چیز کو حق سمجھتا ہے مگر بدنامی اور لوگوں کی ملامت اور طعن وتشنیع کے خوف سے حق کی نصرت وحمایت سے پیچھے ہٹ جاتا ہے۔

۷۔ اللہ اور اس کے رسولؐ اور مسلمانوں کو اپنا ولی، دوست اور رفیق بنانا۔

یہ سب باتیں ہر فتح وکامیابی کی ضمانت ہیں کیونکہ حق تعالیٰ کا پکا اور سچا وعدہ ہے

فَاِنَّ حِزْبَ اللّٰہِ ھُمُ الْغٰلِبُوْنَ۔

یعنی ایسی جماعت اللہ کی خاص جماعت ہے اور حزب اللہ کے نام سے موسوم ہے اور جن سے اللہ نے غلبہ وفتح کا وعدہ فرمایا ہے اللہ تبارک وتعالیٰ یہ صفات ایمانیہ ہم کو بھی نصیب فرمائیں۔ آمین۔

آگے بطور تاکید کے اسی حکم یعنی کفار سے دوستی اور محبت کی ممانعت کا اعادہ ہے مگر ایک دوسرے عنوان سے یعنی اہل کتاب ومشرکین کی بعض شرارتوں اور قباحتوں کا ذکر فرمایا گیا ہے جن کی بنا پر وہ کسی طرح لائق دوستی نہیں جس کا بیان ان شاء اللہ اگلی آیت میں آئندہ درس میں ہوگا۔

دعا کیجئے۔

حق تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے ہم کو بھی حزب اللہ کے گروہ میں داخل ہونے کی سعادت نصیب فرمائے۔ اور جملہ صفات ایمانیہ سے ہمارے قلوب کو مزین ومنور فرمائیں۔

اللہ تعالیٰ ہمارے دلوں کو مسلمانوں کے لئے نرم وشفیق بنا دیں اور کافروں اور دشمنانِ دین کے مقابلہ میں ہم کو سختی عطا فرمائیں

یا اللہ دین کے معاملہ میں ہم کسی کی ملامت کی پرواہ نہ کرنے والے ہوں اور یا اللہ آپ کو اور آپ کے رسول پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اور ایمان والوں کو اپنا رفیق اور ولی بنانے والے ہوں آمین

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

جنّت میں گھر بنائیے

ارشادِ نبوی ﷺ

"جس نے اللہ کیلئے مسجد بنائی، اللہ تعالیٰ اس کا گھر جنّت میں بنائیں گے۔"

سب سے اچھی جگہ مسجدیں ہیں

—— الحدیث

پرانی نمائش چوک پر واقع

"جامع مسجد بابُ الرحمت (ٹرسٹ)"

خستہ حالی اور بوسیدہ ہوجانے کی وجہ سے شہید کردی گئی ہے اور اب اس کی از سرِ نو تعمیر کا کام شروع ہوچکا ہے۔ اہلِ خیر حضرات اس صدقہ جاریہ میں دل وجان سے حصہ لیکر مسجد کی تعمیر کو پایۂ تکمیل تک پہنچائیں۔ اس وقت نقد رقوم کے علاوہ سیمنٹ، لوہا، بجری، ریت اور متعلقہ تعمیری سامان کی اشد ضرورت ہے۔ جو دوست جس صورت میں بھی تعاون کرنا چاہیں وہ مندرجہ ذیل پتہ پر رابطہ قائم کریں۔

نوٹ:- واضح رہے کہ دفتر ختمِ نبوت بھی اسی مسجد میں واقع ہے۔

جامع مسجد بابُ الرحمت (ٹرسٹ)

پرانی نمائش ایم اے جناح روڈ کراچی نمبر ۳، فون نمبر:- ۷۷۸۰۳۳۷

اکاؤنٹ نمبر ۳۷۷،۶ الائیڈ بنک بنوری ٹاؤن برانچ